بسم اللہ الرحمن الرحیم
ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا (القرآن)
"اور جسے حکمت (فہم دین) عطا ہوئی تو بے شک اسے بڑی ہی خیر عطا ہوئی۔"
جواہر الرشید
یعنی
ہزاروں زریں ملفوظات میں سے منتخب
صد پند لقمان
علماء و مفتیان کرام، اساتذہ و مشایخ عظام، طلبہ و صلحاء و اہل تبلیغ کی خدمت میں
گل صد برگ
ملفوظات
۶
فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم
ناشر
الرشید
www.besturdubooks.net

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (القرآن)

"اور جسے حکمت (فہم دین) عطا ہوئی تو بے شک اسے بڑی ہی خیر عطا ہوئی۔"

جواہر الرشید

یعنی

ہزاروں زرّیں ملفوظات میں سے منتخب

صد پند لقمان

علماء و مفتیان کرام، اساتذہ و مشایخ عظام، طلبہ و صلحاء و اہل تبلیغ کی خدمت میں

گلِ صد برگ

ملفوظات

۶

فقیہ العصر مفتئ اعظم حضرتِ اقدس مفتی رشید احمد صاحب

رحمہ اللہ تعالیٰ

نام کتاب ⬅ جواہر الرشید "جلد سادس"

ملفوظات ⬅ فقیہ العصر مفتیٔ اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

تاریخ طبع ⬅ شوال ۱۴۲۴ھ

مطبع ⬅ حسان پرنٹنگ پریس۔ فون:- ۶۶۴۱۰۱۹

ناشر ⬅

کتاب گھر

ملنے کا پتہ

کتاب گھر السادات سینٹر بالمقابل دار الافتاء والارشاد

ناظم آباد۔ کراچی

فون نمبر..... ۶۶۸۳۳۰۱ فیکس نمبر..... ۶۶۲۳۸۱۴ - ۰۲۱

فاروق اعظم کمپوزرز

فہرست مضامین جواہر الرشید "جلد سادس"

صفحہ	عنوان
۵۴	❏ ۳۹ قرآن کا مقصد نزول
۵۴	❏ ۴۰ عورتوں کا مالش کروانا
۵۵	❏ ۴۱ دنیا اور آخرت کمانے کی حد
۵۵	❏ ۴۲ دنیا اور آخرت کی مثال
۵۶	❏ ۴۳ شوق وطن
۵۶	❏ ۴۴ اسباب موت
۵۷	❏ ۴۵ قلب صلاح وفساد کی بنیاد
۵۸	❏ ۴۶ دین کی باتیں بتایا کریں
۵۸	❏ ۴۷ عمل کے لئے رسوخ فی القلب کی ضرورت
۶۰	❏ ۴۸ دین کو مشکل سمجھنا کفر ہے
۶۱	❏ ۴۹ شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کی تیراکی
۶۲	❏ ۵۰ دیوبند اور تھانہ بھون منابع الجہاد
۶۳	❏ ۵۱ ضعف ایمان کی وجہ
۶۳	❏ ۵۲ دنیا میں رہنا غیر اختیاری آخرت بنانا اختیاری
۶۳	❏ ۵۳ نسیان ذنوب علامت قبول توبہ
۶۴	❏ ۵۴ باہمت طالب علم کا قصہ
۶۷	❏ ۵۵ تشبہ بالجنس سے احتراز
۶۸	❏ ۵۶ اہل اللہ کی پہچان
۶۹	❏ ۵۷ شاگردوں کی علامت
۶۹	❏ ۵۸ تعمیر جامعہ کی اجازت
۷۰	❏ ۵۹ ترقی وتنزل کی حقیقت

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ
⑧١ بیوٹی پارلر سے میک اپ کروانا	۸۷
⑧٢ میٹھی نیند کا نسخہ	۸۷
⑧٣ ناشکری کا وبال	۸۸
⑧۴ دواؤں کے نقصان	۹۱
⑧۵ نافرمان کی الٹی سوچ	۹۴
⑧٦ اللہ کے نافرمانوں پر عبرتناک عذاب	۹۴
⑧٧ سلام کا مشرکانہ طریقہ	۹۵
⑧٨ وطن کی محبت	۹۶
⑧٩ استقامت کا سبق آموز قصہ	۹۶
⑨٠ مخلوق کی دو قسمیں	۹۷
⑨١ کسی کی طرف سے ایذاء پہنچنے پر	۹۸
⑨٢ اکابر کے اسماء پر اشکال کا جواب	۱۰۲
⑨٣ اشکالات حل کرنے کا طریقہ	۱۰۳
⑨۴ کفار و فساق سے براءت	۱۰۳
⑨۵ عورتوں کا ناک چھدوانا	۱۰۷
⑨٦ نعمتوں کے بارے میں اللہ کا دستور	۱۰۹
⑨٧ اللہ کے کرم نے گستاخ بنادیا	۱۱۱
⑨٨ امر خیر میں استشارہ و استخارہ جائز نہیں	۱۱۲
⑨٩ میں مسائل بناتا نہیں بتاتا ہوں	۱۱۳
⑩٠ توحید کی قسمیں	۱۱۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواھر الرشید

—: جلد سادس :—

① لے پالک کی رسم جائز نہیں:

لے پالک کی رسم بہت عام ہے، کسی سے بچہ لے کر پالتے ہیں، بچے سے اور عام لوگوں سے حقیقت مخفی رکھتے ہیں سب کو یہی یقین دلاتے ہیں کہ یہ بچہ ان کا اپنا ہے۔ یہ طریقہ ناجائز ہے اس میں یہ فسادات ہیں:

❶ والدین کے سوا کسی دوسرے کی طرف نسبت کرنا حرام ہے۔ قرآن وحدیث میں اس پر بہت سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ماجعل اللّٰہ لرجل من قلبین فی جوفه وما جعل ازواجكم الئی تظهرون منهن امهتكم وماجعل ادعياءكم ابناء كم ذلكم قولكم بافواهكم واللّٰه يقول الحق وهو يهدی السبيل۞﴾ (۳۳-۴)

”اللہ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے اور تمہاری ان بیویوں کو جن سے تم ظہار کر لیتے ہو تمہاری ماں نہیں بنا دیا اور تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا (سچ مچ) کا بیٹا نہیں بنا دیا یہ صرف تمہارے منہ سے

کہنے کی بات ہے اور اللہ حق بات فرماتا ہے اور وہی سیدھا راستہ بتاتا ہے۔"

دیکھئے اللہ تعالیٰ نے اس پر کتنی سخت وعید فرمائی ہے۔

فائدہ: اس پر کسی کو اشکال ہو سکتا ہے کہ سنا گیا ہے کہ بعض کے سینے میں دو دل بھی ہوتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ در حقیقت یہاں دو دل ہونے کی نفی کرنا مقصود نہیں بلکہ جہالت کے تین نظریات باطلہ پر رد کرنا مقصود ہے، وہ تین نظریات یہ ہیں:

1. بہادر کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ تھا کہ اس کے سینے میں دو دل ہوتے ہیں۔
2. بیوی سے ظہار کر کے سمجھتے تھے کہ یہ حقیقی ماں بن گئی۔
3. منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا سمجھتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت ہونے کے لئے جو خواتین حاضر ہوتی تھیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جن چیزوں پر بیعت لینے کا حکم فرمایا ان میں ایک یہ بھی ہے:

﴿ولا یأتین ببھتان یفترینه بین ایدیھن و ارجلھن﴾ (۶۰-۱۲)

"اور اپنے پاس سے گھڑ کر بہتان کی اولاد نہ لائیں۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ لے پالک کو اپنی اولاد نہ بنائیں اور بدکاری سے پیدا ہونے والی اولاد کو شوہر کی طرف منسوب نہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿من ادعی الی غیر ابیه و ھو یعلم فالجنة علیه حرام﴾

(متفق علیہ)

"جو شخص علم کے باوجود خود کو غیر والد کی طرح منسوب کرے گا اس پر جنت حرام ہے۔"

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ اس پر اللہ کی لعنت۔

❷ اس سے پردہ نکاح اور وراثت جیسے احکام شرعیہ ٹوٹتے ہیں۔ اگر کسی عورت نے کوئی شیر خوار بچہ لے کے مدت رضاع یعنی دو سال کی عمر کے اندر اسے دودھ پلا دیا تو پردے اور نکاح کے احکام میں وہ حقیقی اولاد کی طرح ہو گیا مگر وراثت کا مسئلہ پھر بھی صاف نہیں ہو سکتا کیونکہ دودھ پلانے سے وراثت جاری نہیں ہوتی۔ ان فسادات کی وجہ سے یہ رسم بہت قبیح ہے البتہ اگر بچے کو بھی اور عام لوگوں کو بھی حقیقت سے آگاہ کر دیا جائے اور اس کی تشہیر ہوتی رہے تو کچھ حرج نہیں۔ بشرطیکہ پردہ وغیرہ احکام شرعیہ کی پوری پابندی کی جائے۔

② وراثت میں اللہ کے قانون پر راضی رہنا چاہئے:

اگر کسی کے ہاں صرف بیٹیاں ہوں بیٹا کوئی نہ ہو تو وہ اپنی حیات ہی میں پوری جائیداد بیٹیوں کے نام منتقل کر کے بھائیوں کو محروم کر دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے قانون وراثت سے ناراضی کی صریح دلیل ہے اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے تو دوسرے احکام کی طرح وراثت میں بھی ان کے قانون کو بشرح صدر و طیب خاطر تسلیم کرنا ضروری ہے۔ یہ نہیں سوچتے کہ اگر کوئی بیٹا بھی ہوتا تو بیٹیوں کو صورت موجودہ کی بنسبت تو کم ہی حصہ ملتا اب تو زیادہ مل رہا ہے اس کے باوجود جائیداد بیٹیوں کے نام کرنے سے ثابت ہوا کہ بیٹیوں کی حاجت مد نظر نہیں صرف بھائیوں کو محروم کرنا مقصود ہے۔ اگر دل دنیائے مردار کی محبت سے پاک ہو اور اس میں کچھ فکر آخرت ہو تو بھائیوں کو محروم کرنے کی بجائے اللہ کے فیصلے پر چھوڑ دے پھر اگر بھائی اپنی بھتیجیوں کے لئے کچھ ضرورت سمجھیں گے تو وہ ان کی مدد کر دیں گے بالفرض وہ مدد نہ کریں تو بھی بہر حال رزق کے خزانے تو اس مالک الملک کے ہاتھ میں ہیں، اس کے احکام کی مخالفت کر کے اسے ناراض کر کے اگر کچھ رزق حاصل کر بھی لیا تو یہ درحقیقت عذاب ہے، چونکہ دنیائے مردار کی محبت وراثت سے محروم کرنے کا سبب ہے اور یہ حب مال کا

خطرناک مرض دنیا و آخرت دونوں کے لئے تباہ کن ہے اس لئے وراثت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے احکام بہت زیادہ مؤکد ہیں چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے احکام وراثت کی بہت تاکید کئی بار مختلف الفاظ سے فرمائی ہے:

❶ احکام وراثت کی ابتداء: یوصیکم اللّٰہ سے فرمائی ہے جس سے یہ تنبیہ مقصود ہے کہ احکام وراثت پر عمل کرنے کا حکم وصیت کی طرح مؤکد ہے۔

❷ پھر فرمایا: فریضۃ من اللّٰہ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فرض ہے۔

❸ ان اللّٰہ کان علیما حکیما اس سے اس پر تنبیہ فرمادی کہ وارثوں کے حصص کی تعیین اللہ تعالیٰ کے علم کامل اور ان کی حکمت کاملہ کے مطابق ہے۔

❹ آخر میں دوبارہ پھر فرمایا: وصیۃ من اللّٰہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وصیت جیسا مؤکد حکم ہے۔

❺ واللّٰہ علیم حلیم یعنی اگر کوئی احکام وراثت پر عمل کرنے میں ذرا سا بھی پس و پیش کرے گا تو اللہ اس کے اس جرم عظیم کو بخوبی جانتا ہے اور اگر اس جرم عظیم پر اس نے فوراً کوئی گرفت نہ کی تو ظالم یہ نہ سمجھے کہ اس کے عذاب سے بچ گیا، یہ اس کی طرف سے چند روزہ ڈھیل اور استدراج ہے، جب گرفت ہوئی تو ساری کسر نکالی جائے گی۔

❻ تلک حدود اللّٰہ اس سے بھی تاکید فرمادی کہ یہ اس احکم الحاکمین کی حدود ہیں جن سے تجاوز کرنے والا اس کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔

❼ پھر ان حدود اللہ پر قائم رہنے والوں یعنی احکام وراثت پر صحیح صحیح عمل کرنے والوں کو جنت اور فوز عظیم کی بشارت دی اور اس میں ذرا سی بھی کوتاہی کرنے والوں کو جہنم اور سخت عذاب کی وعید سنائی۔

❽ ان تاکیدات پر تاکیدات کے علاوہ احکام وراثت کی اہمیت اس طرح بھی ظاہر فرمائی کہ ایک ایک وارث کے حصے کی تعیین بہت وضاحت سے فرمادی ہے جب کہ

اسلام کے دوسرے احکام کی اس قدر وضاحت قرآن مجید میں نہیں کی گئی، پوری وضاحت احادیث میں ہے۔

فکر آخرت کی ایک مثال:

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ دادی مرحومہ کو ان کے ذاتی خرچ کے لئے کچھ رقم دیا کرتے تھے، دادی مرحومہ وہ رقم لے کر رکھ لیا کرتی تھیں خرچ کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی تھی، اس کے باوجود حضرت والد صاحب انہیں پابندی سے کچھ رقم دیا کرتے تھے، دادی مرحومہ بار بار حضرت والد صاحب سے فرمایا کرتی تھیں کہ یہ رقم جو آپ مجھے دیتے ہیں اسے میں فلاں جگہ جمع کرتی رہتی ہوں جس کا کسی دوسرے کو کوئی علم نہیں یہ آپ ہی کی ہے، میرے انتقال کے بعد یہ آپ ہی لیجئے گا، حضرت والد صاحب نے محض ان کی دلجوئی کے لئے کبھی انہیں یہ مسئلہ نہیں بتایا کہ حیات میں بلکہ مرض الموت سے بھی پہلے قبضہ نہ دیا جائے تو وہ چیز ملک نہیں ہوسکتی، انتقال کے بعد قانون شریعت کے مطابق سب وارثوں میں تقسیم ہوتی ہے، دادی مرحومہ کے انتقال کے بعد حضرت والد صاحب نے سب وارثوں کو جمع کرکے سب کے سامنے وہ رقم ایسی جگہ سے نکالی جس کا کسی وارث کو بھی قطعاً کوئی علم نہ تھا پھر سب کو بتایا کہ یہ رقم میری ہی دی ہوئی ہے، اس کے بارے میں دادی مرحومہ کا فیصلہ بھی سب کو بتا دیا، پھر حکم شریعت بتا کر سب ورثہ میں بقدر حصص تقسیم کردی حالانکہ یہ رقم حضرت والد صاحب ہی نے دی تھی اور دوسرے کسی کو اس کا علم بھی نہیں تھا، اس کے باوجود سب وارثوں کو جمع کرکے سب کے سامنے نکالی اور سب پر تقسیم کردی۔ دل میں فکر آخرت ہو تو یہ قصہ کوئی عجیب نہیں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسی فکر عطاء فرمائیں۔

(۴) خواب کے بارے میں دعاء:

کسی خواب کے خیر یا شر ہونے میں شبہہ ہو تو اپنے اعمال کا محاسبہ کرکے اصلاح کی

کوشش کی جائے اور ساتھ ہی یہ دعاء بھی کرلیں:

﴿اللھم انی اسألک من خیرھا وخیر ما رؤیت لہ واعوذ بک من شرھا وشر ما رؤیت لہ﴾

④ اللہ پر نظر:

سنا ہے کہ ایک بچہ بیمار تھا اس کے لئے ڈاکٹر کو بلوایا گیا ڈاکٹر کے انتظار میں وہ بچہ یوں کہہ رہا تھا ؎

آجا میرے ڈاکٹر تیرا انتظار ہے

ایسے کہنا صحیح نہیں ڈاکٹر پر نظر ہونے کی بجائے اللہ پر نظر رکھی جائے اور اس سے یوں فریاد کی جائے ؎

تو کرم کر میرے مولیٰ تیرا کرم درکار ہے

(اس موضوع پر ایک اور ارشاد جواہر الرشید جلد ۳ ملفوظ ۶۷ میں ہے۔ جامع)

⑤ بدنظری کی حرمت پر اشکال کا جواب:

میں ایک بار حسب معمول باغ میں تفریح کے لئے گیا تو وہاں ایک شخص نے اشکال پیش کیا کہ غیر محرم عورت کی طرف نظر سے کیوں روکا جاتا ہے جب کہ اس میں کوئی ایسا عمل نہیں جس سے کسی کی کسی چیز میں دخل اندازی ہو اور اسے نقصان پہنچتا ہو، جیسا کہ چور جب تک کسی کے مال پر دست درازی نہیں کرتا اس وقت تک اس پر کوئی گرفت نہیں۔ میں نے انہیں سمجھایا تو بفضلہ تعالیٰ بات ان کی سمجھ میں آگئی اور وہ مطمئن ہو گئے۔ میں نے انہیں حرمت نظر کی چار وجوہ بتائیں۔

حرمت نظر کی چار وجوہ:

پہلی وجہ:

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حکم سمجھ میں آئے یا نہ آئے اور اس کی حکمت معلوم ہو سکے یا نہ ہو سکے بہر حال بندے پر بلا چون وچرا اس کی تعمیل فرض ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر محرم عورت کو دیکھنے سے بہت سختی سے منع فرمایا ہے۔

دوسری وجہ:

جس طرح ہاتھ، پاؤں، زبان، کان وغیرہ ظاہری اعضاء کے گناہ ہیں اسی طرح دل کے بھی بہت سے گناہ ہیں، مثلاً کبر، عجب، ریاء وغیرہ، اسی طرح غیر محرم عورت کو دیکھے بغیر صرف اس کے تصور سے لذت حاصل کرنا دل کا گناہ ہے اور دیکھنے میں آنکھ اور دل دونوں کا گناہ ہے۔

تیسری وجہ:

جو کام کسی دوسرے حرام کام کا ذریعہ بن سکتا ہو وہ بھی حرام ہے، نظر سے شہوت پیدا ہوتی ہے جو بدکاری تک پہنچاتی ہے، بسا اوقات درجہ عشق تک پہنچ جاتی ہے جس سے آخرت کی بربادی کے علاوہ دنیا کی بربادی کے بھی بے شمار واقعات کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔

چوتھی وجہ:

عقلی لحاظ سے بھی یہ قاعدہ عین معقول اور پوری دنیا کا مسلمہ ہے کہ جرم تک پہنچنے

کا ذریعہ بھی جرم ہے، چنانچہ حفاظت مال کے لئے اسے غیروں سے بچایا جاتا ہے، صرف غیر کی نظر ہی سے نہیں بلکہ انتہائی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی کو کسی قسم کا علم تک بھی نہ ہو، جب مال کی حفاظت کے لئے اسے غیر کی نظر سے بلکہ غیر کے علم سے بھی بچانا ضروری سمجھا جاتا ہے تو عزت اور دین کی حفاظت کے لئے یہ کیوں ضروری نہیں؟ غیر کی نظر سے جس قدر مال کی حفاظت ضروری ہے اس سے کئی گنا زیادہ نظر غیر سے عورت کی حفاظت ضروری ہے، جس کی چند وجوہ ہیں:

① عزت اور دین کی حفاظت مال کی حفاظت سے بدرجہا زیادہ ضروری ہے۔

② مال کو چور لے گیا اور پھر وہ واپس مل گیا تو اس میں کوئی نقص نہیں آیا، مگر عورت کو کوئی لے اڑا تو کیا واپسی کے بعد اس کا عیب جاتا رہا؟

③ مال میں خود اڑنے کی صلاحیت نہیں، اس پر کسی کی نظر پڑ جائے تو وہ اپنے اختیار سے خود اڑ کر اس کے پاس نہیں جا سکتا، مگر عورت بسا اوقات نظر کے اثر سے خود ہی اڑ جاتی ہے۔

پانچویں وجہ:

شریعت نے ہر ایسی چیز کو حرام قرار دیا ہے جو صحت کے لئے مضر ہو، غیر محرم کی طرف دیکھنے سے صحت تباہ ہو جاتی ہے، دل، دماغ اور اعصاب پر بہت برا اثر پڑتا ہے، مالیخولیا اور جنون تک کے واقعات کا مشاہدہ ہے، مردوں میں جریان منی، سرعت انزال، نامردی اور عورتوں میں سیلان الرحم (لیکوریا) اور بانجھ پن جیسے موذی امراض اسی بے پردگی اور بد نظری کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔

⑥ چاک گریبانی کی حیثیت:

حضرت معاویۃ بن قرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے والد (قرہ) سے سنا کہ انہوں

نے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گریبان کے بٹن کھلے دیکھے تھے، حضرت معاویہ اور ان کے صاحبزادے نے یہ سنا تو عمر بھر کبھی بھی گریبان کے بٹن نہیں لگائے، یہ ان کا ایک خاص جذبہ تھا کہ محبوب کی ایک ادا پسند آگئی۔ اس بارے میں میرا بہت مدت تک یہ معمول رہا ہے کہ گریبان کے بٹن نہیں لگایا کرتا تھا گریبان کھلا رہتا تھا مگر اس میں کوئی خاص نیت نہیں ہوتی تھی بس طبعًا چاک گریبانی پسند تھی بظاہر یہ حال رہتا تھا ؎

مارا جو ایک ہاتھ گریباں نہیں رہا
کھینچی جو ایک آہ تو زنداں نہیں رہا

ساتھ ساتھ یہ خیال بھی تھا کہ شاید یہ ظاہری چاک گریبانی باطنی درد سے شرح صدر کی نیک فال بن جائے ؎

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تابگویم شرح درد اشتیاق

سینہ چاک رہتا تھا، سینہ چاک کھلا گریبان، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خاص ادا اور صحابی کے اس جذبۂ محبت کی طرف توجہ گئی تو اس موافقت سے بہت مسرت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے میرا طبعی ذوق ہی شروع سے ایسا بنا دیا مگر بعد میں خیال آیا کہ یہ محبت کی بات تو ہے مگر اسے سنت نہیں کہا جاسکتا۔ اگر کوئی عالم ایسے کرے گا تو لوگ سمجھیں گے کہ سنت ہے، حدود شرع کو قائم رکھنا سب سے زیادہ اہم ہے، محبت کے تقاضے پورے کریں مگر محبت کے ایسے تقاضوں پر عمل کرنا جائز نہیں جن سے دین کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو۔ جب یہ خیال پیدا ہو کہ ہماری اس چاک گریبانی کو دیکھ کر اگر کسی نے اس کا سبب پوچھ لیا تو شاید ہم یہی بتائیں کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بٹن ایسے کھلے دیکھے تھے تو لوگ یہی سمجھیں گے کہ سنت ہے حالانکہ سنت نہیں۔ اس قصے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم گریبان کے بٹن ہمیشہ کھلے رکھتے تھے، بس ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا تو اس ادا پر فریفتہ ہوگئے۔ گریبان کھلا رکھنے کی بات تو الگ رہی وہاں تو کرتا پہننے کا بھی کوئی دائمی معمول نہ تھا، کبھی کرتے کی بجائے چادر اوڑھ لیتے تھے، احرام کے لباس کی طرح بس دو چادریں ایک اوپر اور ایک نیچے سو جیسے کرتے کی بجائے چادر اوڑھنا سنت نہیں اسی طرح گریبان کھلا رکھنا بھی سنت نہیں۔

بعض لوگ تہبند باندھنے کو سنت سمجھتے ہیں یہ صحیح نہیں، تہبند وہاں کا عام لباس تھا اس لئے باندھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شلوار کو پسند فرمایا ہے اور خریدی بھی ہے جس سے ظاہر ہے کہ پہنی بھی ہوگی، اس کی تفصیل وعظ، ''شرعی لباس'' میں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بار رغبت سے لوکی کھاتے دیکھا تو بتقاضائے محبت آپ کو ہمیشہ کے لئے لوکی مرغوب ہوگئی، یہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ ہی لوکی مرغوب تھی ایسی کوئی بات تو نہیں بس ایک بار رغبت سے کھاتے دیکھا اور اگر ہمیشہ مرغوب ہونا بھی تسلیم کرلیا جائے تو بھی یہ امور طبعیہ میں سے ہے اسے سنت طبعیہ کہیں گے سنت شرعیہ نہیں اگر کوئی اس لئے لوکی کھائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار رغبت سے کھائی ہے تو محبوب کی ایک ادا پر عمل بھی بہت بڑی سعادت ہے مگر اسے سنت نہ سمجھا جائے۔

⑦ شادی رحمت یا زحمت؟:

لوگوں کے لئے شادی کرنا بہت مشکل ہوگیا ہے۔ ایک شخص نے آج ہی خط دیا ہے کہ بیٹی کی شادی میں ایسے کرلیں ویسے کرلیں یہ کرلیں وہ کرلیں تو کیسا ہے؟ شادی کرنا تو بہت آسان سی بات ہے جیسے چاہیں کرلیں بس میرے اللہ کی نافرمانی نہ کریں۔

⑧ نام ونسب نہیں عمل چاہئے:

ایک مرید نے کہا: ”حضرت آپ تو ابدال ہیں ابدال۔“ یہ سن کر حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا:

”میرے ابدال ہونے سے تمہیں کچھ فائدہ نہیں ہوگا جب تک میری باتوں پر عمل نہیں کروگے۔“

⑨ ترک گناہ اختیاری ہے:

مغرب کے بعد حفلۃ العلماء کے اختتام پر ایک شخص نے مصافحہ کیا، ان کے ٹخنے ڈھکے ہوئے تھے، انہیں دیکھ کر حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا:

”شلوار اوپر کریں۔“

وہ کہنے لگے کہ حضرت میں بہت گناہ گار ہوں۔ حضرت اقدس نے فورًا ارشاد فرمایا:

”گناہ چھوڑنا اپنے اختیار میں ہے۔ لوگ دین سیکھتے نہیں اور نہ ہی گناہ چھوڑتے ہیں پھر خود کو معذور سمجھتے ہیں یاد رکھئے! جہالت عذر نہیں۔“

⑩ بلا طیب خاطر کسی کا مال حلال نہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿لا یحل مال امرئ مسلم الا بطیب نفسہ﴾ (مسند احمد)

اس زمانے کے عوام بلکہ خواص کے بھی معاملات دیکھنے سننے سے معلوم ہوا کہ وہ کسی سے مال لینے میں اس کی پروا نہیں کرتے کہ وہ طیب خاطر سے راضی ہے یا نہیں اس کی کئی مثالیں میری نظر سے گزری ہیں:

➊ کسی سے خصوصی خطاب سے چندہ مانگنا۔
➋ کسی صاحب وجاہت کا چندے کے لئے اپنے زیر اثر لوگوں سے عمومی خطاب۔
➌ جس مجمع میں دین یا دنیا کے لحاظ سے کوئی ممتاز شخصیت موجود ہو اس میں چندے کا عمومی خطاب۔
➍ کسی دینی کام کے لئے کوئی چیز خریدتے وقت بائع کو بتانا کہ دینی کام کے لئے خرید رہے ہیں، یہ بھی چندہ مانگنے کے خصوصی خطاب میں داخل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے میں نے یہاں سب کو ہدایت کر رکھی ہے کہ کسی دینی کام کے لئے کوئی بھی چیز خریدیں تو دکاندار کو ہرگز نہ بتائیں۔

چندہ مانگنے کے ناجائز طریقوں کی تفصیل رسالہ صیانة العلماء عن الذل عندالاغنیاء میں ہے۔

➎ کوئی بڑا اپنے کسی چھوٹے سے کچھ خریدنا چاہے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ شاید وہ مروت کی وجہ سے وہ چیز ہدیہ ہی دے دے یا قیمت میں رعایت کر دے، ایسی صورت میں یہ چیز خریدار کے لئے حلال نہیں جب تک کہ یہ یقین نہ ہو جائے کہ اس نے کوئی رعایت نہیں کی۔ بہتر تو یہ ہے کہ اس کی عام قیمت سے کچھ زیادہ ہی دے۔
➏ بعض مصنوعی بزرگ کوئی چیز بیچتے ہیں تو اپنی بزرگی کی قیمت بھی ساتھ لگا لیتے ہیں، عام بازاری قیمت سے زیادہ میں فروخت کرتے ہیں، خریدار مروت کی وجہ سے لے لیتا ہے یا اسے صحیح قیمت معلوم نہیں ہوتی محض بزرگی پر اعتماد کر کے خرید لیتا ہے، یاد رکھئے یہ بزرگ نہیں دغاباز جیب تراش ہے۔
➐ بعض دنیادار بزرگ کچھ تجارت بھی کرتے ہیں، کوئی ان کے ہاں جا پھنستا ہے تو وہ کوئی چیز بیچنے کے لئے پیش کر دیتے ہیں خریدار کو اس کی ضرورت نہیں ہوتی محض بزرگی کے جال میں پھنس کر بادل نخواستہ خریدنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔
➑ ایسے بزرگ کو کسی کی کوئی چیز پسند آجائے تو اس چیز کی تعریف کرتے ہیں وہ

مروت میں آکر بطور ہدیہ پیش کر دیتا ہے۔

۹ بعض لوگ بائع کی بتائی ہوئی قیمت سے کم دے کر سامان اٹھا کر لے جاتے ہیں وہ بے چارہ چیختا چلاتا رہ جاتا ہے مگر اس پیٹ کے بندے کو اس مسکین کی فریاد پر کوئی رحم نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے جن بندوں کے قلوب حب مال سے پاک فرما دیئے ہیں ان کے دو قصے سنئے:

۱ ایک بار میں حضرت مولانا محمد صادق رحمہ اللہ تعالیٰ مہتمم مظہر العلوم کھڈہ کے ساتھ مدرسے سے ان کے مکان کی طرف جا رہا تھا، آپ بہت مشہور عالم ہونے کے علاوہ اس وقت بہت معمر بھی تھے، راستے میں ایک مسکین ملا جو چھولے بیچتا تھا، سر پر چھولوں کی چھابڑی اٹھائے جا رہا تھا، مولانا اس سے چھولے خریدنے لگے، وہ علاقہ بہت گندہ ہے اس نے بہت گندی سڑک پر بیٹھ کر چھابڑی نیچے رکھ لی، مولانا بھی بیٹھ گئے، اتنی بڑی شخصیت اپنے ہی علاقے کے عوام کے سامنے ایسی گندی جگہ بیٹھ کر بہت ہی خستہ حال مسکین کی ایسی گندی جگہ پر رکھی ہوئی خستہ سی چھابڑی سے چھولے خرید رہے ہیں، وہاں سے اٹھنے کے بعد فرمایا:

"میں ان کی محض مالی امداد کی نیت سے ان سے چھولے خریدتا ہوں۔"

۲ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ دین و دنیا دونوں لحاظ سے بہت بلند مقام رکھتے تھے، آپ ایک بار بازار سے واپس تشریف لائے تو دو ماچسیں گھر میں دیں، فرمایا:

"ایک نابینا ماچسیں بیچ رہا تھا مجھے خیال ہوا کہ یہ بھیک مانگنے کی بجائے پھیری لگا کر ماچسیں بیچ کر گزر کر رہا ہے اس لئے میں نے اس کی مالی اعانت کی نیت سے اس سے دو ماچسیں خرید لیں۔"

یہ تو اللہ کے بندوں کا راستہ ہے آگے اس کے برعکس ایک مریض حب جاہ کا قصہ

بھی سن لیجئے:

ایک حاجی صاحب بہت بڑے زمیندار تھے دینی لحاظ سے بھی بہت اونچے مقام پر سمجھے جاتے تھے ایک ''کوئی آپھنسے'' جیسے پیر کے خلیفہ بھی تھے، وہ ایک بار میرے ساتھ بازار گئے، ایک طالب علم ایام تعطیل کی وجہ سے جھونا مارکیٹ کے بازار میں کھڑا رومال بیچ رہا تھا، میں نے حاجی صاحب کو بتایا کہ یہ طالب علم فارغ وقت کو ضائع نہیں کر رہے، غیر اللہ سے مستغنی رہنے کے لئے تجارت کر رہے ہیں، حاجی صاحب کہنے لگے کہ میں ان سے رومال خریدوں گا۔ میں نے کہا کہ یہ شاید میری وجہ سے رومال بطور ہدیہ ہی پیش کر دیں یا قیمت کم بتائیں، اس لئے آپ ان سے اصرار کر کے کہیں کہ قیمت میں کچھ بھی رعایت ہرگز ہرگز نہ کریں پوری قیمت لیں۔ پھر آپ ان کی بتائی ہوئی قیمت سے کچھ زیادہ ہی دے دیں، طالب علم دین ہیں، مسکین ہیں، وقت ضائع نہیں کر رہے، غیر اللہ کی احتیاج سے بچنے کے لئے بازار میں کھڑے ہو کر رومال بیچنے کی مشقت اٹھا رہے ہیں، اس لئے آپ ان کی جتنی زیادہ مدد کریں گے اس پر بہت اجر ملے گا، مگر میری اس تبلیغ کے باوجود جب ان کے پاس گئے تو قیمت کم کرنے پر بہت اصرار کرنے لگے، میں نے ان طالب علم سے کہا:

''ہرگز کوئی رعایت نہ کریں بلکہ عام قیمت کے مطابق وصول کریں۔''

مجھے پھر بھی خطرہ رہا کہ انہوں نے میری وجہ سے ضرور رعایت کی ہوگی، بہر حال بحمد اللہ تعالیٰ میں نے جانبین کو تبلیغ کا حق اداء کر دیا۔

(۱۱) زنادقہ کے فریب سے ہشیار رہیں:

بعض مرتبہ کوئی قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کر کے کہتا ہے کہ مجھے قادیانیت کے بارے میں کچھ شبہات ہیں آپ انہیں دور کر دیں، بعض شیعہ بھی ایسے ہی فریب دیتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ عموماً ایسے لوگ در حقیقت قادیانی یا شیعہ ہوتے ہیں جو دوسروں کو

اپنے جال میں پھنسانے اور گمراہ کر کے اپنے مذہب میں لانے کے لئے ایسی چالیں چلتے ہیں۔ تجربات کثیرہ سے یہ حقیقت سامنے آئی ہے، ایک بار ایسا ہی کوئی قادیانی ایک صالح مسلمان کے ساتھ میرے پاس آگیا کہنے لگا کہ اسے مسئلہ ختم نبوت اور حیات مسیح میں کچھ شبہات ہیں پھر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے کئی بڑے بڑے علماء کا نام لے کر کہنے لگا کہ میں ان کے پاس گیا اور اپنے شبہات پیش کئے مگر وہ کوئی جواب نہ دے سکے میرے شبہات حل نہ کر سکے اب اسی مقصد کے لئے آپ کے پاس آیا ہوں آپ میرے شبہات حل کر دیں۔ میں نے کہا کہ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں اور یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ نبوت جاری ہے تو اس سے مرزا کی نبوت کیسے ثابت ہوئی؟ اس کی خود نوشتہ سوانح حیات پڑھیں تو ثابت ہوگا کہ وہ کوئی شریف اور ذی شعور انسان بھی نہ تھا نبی ہونا تو بہت بڑی بات ہے، میں نے اسے بہت تاکید کی کہ یہ کتاب ضرور پڑھیں اور پھر مجھے ضرور بتائیں اس نے بتانے کا پکا وعدہ بھی کیا مگر پھر میرے پاس نہیں آیا۔

اسی طرح اگر کوئی شیعہ ایسی خباثت کرے تو اسے یوں کہا جائے کہ تمہارے مذہب میں کتاب ''اصول کافی'' مسلم ہے اور اس پر تمہارے امام مہدی کی تصدیق بھی چھپی ہوئی ہے اور تمہارے عقیدے کے مطابق امام عالم الغیب اور معصوم ہوتا ہے اس لئے تم اس کتاب کی کسی بات سے انکار نہیں کر سکتے، اس کتاب میں لکھا ہے کہ یہ قرآن غلط ہے، سو تم پہلے اپنا ایمان ثابت کرو دوسرے مباحث بعد میں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایمان کی بحث کرنے کی بجائے اپنے ایمان کی بات کرو۔

اس طرح یہ ابلیس عوام میں بڑے بڑے علماء کا نام لے کر اس کی بہت تشہیر کرتے ہیں کہ میں فلاں فلاں علامہ کے پاس گیا تھا وہ میرے شبہات زائل نہیں کر سکے اس طرح عوام کے ایمان میں شکوک و شبہات پیدا کرنا اور اپنے مذہب کی حقانیت ثابت کرنا چاہتے ہیں، اس لئے نبوت مرزا اور ایمان شیعہ کی بہت مختصر اور

فیصلہ کن بات کے سوا دوسری کوئی بات ان سے ہرگز نہ کریں اگر کسی وجہ سے کوئی بات کرنا ضروری ہی ہو تو اسے فرق باطلہ کے رد پر کام کرنے والے علماء میں سے کسی کے سپرد کر دیا جائے، خدمات دینیہ کو صحیح طور پر انجام دینے کے لئے تقسیم کار ضروری ہے اس لئے ایسے لوگوں کو ان ہی علماء کے سپرد کرنا چاہئے، جنہوں نے مستقل طور پر یہ کام اپنے ذمے لے لیا ہے ہر عالم ان سے بات کر کے اپنا وقت ضائع نہ کرے اور جو خدمات اللہ تعالیٰ اس سے لے رہے ہیں ان کا نقصان نہ کرے۔

(۱۲) دوسرے کی اصلاح کا طریقہ:

جب بھی کسی کو اس کی کسی غلطی پر تنبیہ کریں تو اسے اپنا بھائی سمجھ کر کریں اور خود کو اس سے افضل نہ سمجھیں۔ یوں سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میرے اس بندے کی اصلاح کرو، تعمیل حکم کے لئے کر رہا ہوں، جیسے بادشاہ نے شہزادے کی اصلاح کے لئے کسی کو حکم دیا تو وہ خود کو شہزادے سے افضل نہیں سمجھتا بلکہ ڈرتا رہے گا کہ کہیں میری کسی خطا سے بادشاہ کا عتاب مجھ پر نہ ہو جائے۔

(۱۳) موت درس عبرت:

اپنے اور دوسروں کے بارے میں بہت سوچا کریں کہ مرنا ہے۔ اگر کوئی بیمار تندرست ہو جائے تو لوگ کہتے ہیں "بچ گیا" ارے! بچ کہاں گیا جائے گا ضرور، بچنا تو یہ ہے کہ مرے ہی نہیں، ویزا لگنا تھا آج نہیں تو کل لگ جائے گا۔ انسان جو بولتا، سوچتا، دیکھتا ہے اس کا دل پر اثر ہوتا ہے جب بار بار بولیں گے کہ بچ گیا، بچ گیا تو یہی بات دل میں اترے گی کہ جانے سے بچ جائیں، یوں کہا کریں کہ فلاں جا نہ سکے، اس سے دو فائدے ہوں گے:

❶ دل و دماغ میں اس بات کا استحضار رہے گا کہ وطن جانا جو کہ مقصد ہے وہ ابھی پورا

نہ ہوسکا۔

❷ مالک نے چھوڑ دیا کہ کچھ توبہ کرلے، لے جانے والے کا یہ کرم ہے کہ جانے کی صورت بن رہی تھی مگر اس نے کرم کرکے دوسرے وقت کے لئے چھوڑ دیا کہ توبہ کر لے۔ اگر پہلے سے گناہ چھوڑے ہوئے تھا تو اس لئے چھوڑ دیا کہ وطن اصلی کی نعمتیں کچھ اور بنالے۔

حیرت اس بات پر ہے کہ جتنی عبرتیں ہیں اتنی ہی غفلتیں، موت کی خبریں کتنی سنتے ہیں، کتنوں کو مرتے ہوئے دیکھتے ہیں، کتنوں کے جنازے پڑھتے ہیں، کتنوں کو قبر میں اتارتے ہیں، راستوں میں کہیں بلی، کہیں چوہا، کہیں کتا مرا ہوا دیکھتے ہیں اور جو لوگ ریڈیو سنتے ہیں اخبار دیکھتے ہیں وہ تو اور بھی زیادہ موت کی خبریں سنتے پڑھتے ہیں، دل کتنے سخت ہوگئے کہ پھر بھی عبرت نہیں پکڑتے حالانکہ ایک لمحے کا بھی اعتبار نہیں اچانک موتیں کتنی ہوتی ہیں، موت کے بارے میں رات دن رات دن سنتے ہیں کہ فلاں چلا گیا ہے فلاں چلا گیا۔ حدیث میں ہے:

﴿السعید من وعظ بغیرہ﴾ (مسلم)

”نیک بخت انسان وہ ہے جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت پکڑے۔“

دوسروں کے حالات سے سبق سیکھیں جانے والوں کو دیکھ کر دنیا کی فنائیت کے بارے میں سوچا کریں ؎

یا صاحبی لا تغترر بتنعم
فالعمر ینفد و النعیم بزول
واذا حملت الی القبور جنازۃ
فاعلم بانک بعدھا محمول

”اے دوست دنیا کے عیش ونشاط میں پڑکر دھوکے میں مبتلا نہ ہوجانا اس

لئے کہ زندگی ایک دن ختم ہو جائے گی اور عیش و عشرت کا یہ سارا سامان تمہارے ہاتھ سے چھن جائے گا۔ یہ چیزیں اول تو دنیا میں ہی تمہارا ساتھ چھوڑ دیں گی اگر رہ بھی گئیں تو زیادہ سے زیادہ موت تک رہیں گی، موت آتے ہی دنیا کی ہر چیز چھوٹ جائے گی۔ جب تم قبرستان کی طرف کوئی جنازہ لے کر چلو تو چلتے ہوئے سوچتے جایا کرو کہ کسی روز ہمیں بھی لوگ یونہی اٹھا کر لے جائیں گے۔"

کسی کی موت کی خبر سن کر یہ یقین کر لیا کریں کہ ایک دن ہمیں بھی مرنا ہے ؎

واذا سمعت بھالک فتیقنن
ان السبیل سبیلہ فتزود

میں کبھی دل کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ اچانک بھی تو حرکت قلب بند ہو سکتی ہے، کبھی خواب میں عمر طویل ہونے کا اشارہ ہوتا ہے تو بیدار ہو کر سوچتا ہوں کہ خواہ کتنی ہی لمبی عمر ہو جائے پھر کیا ہوگا؟ جانا تو ہے ہی تا بکے؟ تا بکے؟ تا بکے؟ اللہ تعالیٰ زندگی کا ہر آیندہ لمحہ گذشتہ سے بہتر بنائیں، اپنی رضا و فکر آخرت میں ترقی کا ذریعہ بنائیں، جب تک حیات مقدر ہے خدمات دینیہ سے محروم نہ فرمائیں ؎

جینا چاہوں تو کس بھروسے پر
زندگی ہو تو بر در محبوب

اپنی رحمت سے ان خدمات کو قبول فرمائیں، سب سے بڑی تمنا یہ ہے کہ میرا اللہ میری حیات میں پوری دنیا پر اسلام کی حکومت قائم فرمادے۔

(۱۴) علماء کو بہت اہم ہدایت:

کسی کے قول یا عمل میں، تقریر یا تحریر میں کہیں کوئی اشکال ہو تو اسے حتی الامکان

اختلاف نظر پر محمول کر کے اس کا تحمل کریں، حدود شرع کے اندر رہتے ہوئے اپنے اندر وسعت نظر کا جوہر اور اختلاف نظر کے تحمل کا حوصلہ پیدا کرنے کی کوشش کریں، اگر غور و فکر کے بعد بھی اختلاف نظر پر محمول کرنے کی کوئی صورت سمجھ میں نہ آئے تو بہتر طریقے سے صاحب معاملہ سے کہہ دیں، صرف ایک بار کہہ کر فارغ ہو جائیں بار بار نہ کہیں اور جواب کے بھی منتظر نہ رہیں، مخاطب اس پر غور کریں اگر ان پر اپنی غلطی واضح ہو گئی یا صاحب اشکال کی غلط فہمی معلوم ہوئی اور اپنی وضاحت سے اس کے اطمینان کا ظن غالب ہو تو جواب دیں ورنہ خاموش رہیں۔ بالخصوص علماء کو دو باتوں کی تاکید کرتا ہوں:

❶ دوسروں کے نقائص دیکھنے کی بجائے اپنی فکر کریں ؏

تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

اسی طرح اپنے بارے میں لوگوں کے اشکالات سے آنکھیں اور کان بند کر کے اللہ تعالیٰ کے کام میں مشغول رہیں ؏

چشم بند و گوش بند و لب ببند

البتہ لوگوں کے اعتراضات کو اپنی اصلاح کا ذریعہ سمجھ کر بقدر ضرورت ان کی طرف توجہ رکھا کریں، اپنی اصلاح کی فکر اور دعاء کا اہتمام رکھیں، جوابات میں اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کریں ؎

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
بقول حسن کوئی پاتا نہیں

دنیا سے بے نیاز ہو کر خدمت دین میں لگے رہیں ؏

خلقے پس دیوانہ و دیوانہ بکارے

❷ اخلاص کے ساتھ ایک دوسرے کو کہنے سننے کا سلسلہ جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ نے

سورۃ العصر میں دنیا و آخرت میں کامیابی کی ایک شرط یہ بھی بیان فرمائی ہے:

﴿و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر﴾

اس لئے یہ فرض ہے اور اس میں تساہل حرام ہے۔ میں یہاں اپنے تلامذہ، علماء وطلبہ کو تاکید کرتا رہتا ہوں کہ میرے کسی قول یا عمل میں کوئی نقص دیکھیں تو مجھے ضرور بتایا کریں بحمد اللہ تعالیٰ اس پر عمل بھی ہو رہا ہے۔

بظاہر ان دونوں باتوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے مگر درحقیقت ان کے مواقع مختلف ہیں بصیرت دینیہ رکھنے والے پر ان میں تمیز مشکل نہیں، ایسی فراست وبصیرت تقویٰ اور کاملین کی صحبت طویلہ پر موقوف ہے:

﴿یایها الذین امنوا ان تتقوا اللّٰه یجعل لکم فرقانا﴾ (۸-۲۹)

﴿الرحمن فسئل به خبیرا۝﴾ (۲۵-۵۹)

⑮ اختلاف نظر:

اختلاف نظر کا وقوع شرعاً و عقلاً لازم ہے اور حدود شرعیہ کے اندر محمود ہے، اس بارے میں میرا ایک مستقل رسالہ ہے: "کشف الخفاء عن حقیقة اختلاف العلماء" اس حقیقت کو ذہن نشین کر کے حدود شرعیہ کے اندر اختلاف نظر کے تحمل کی عادت ڈالیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیهم ولعلهم یتفکرون۝﴾ (۱۶-۴۴)

اس میں اس حقیقت کی وضاحت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبیین وتشریح کے بعد بھی کئی احکام میں تفکر کی ضرورت پیش آئے گی، اس میں تفکر کی دعوت ہے اور تفکر میں تو لازماً اختلاف ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ایسے

قصے پیش آئے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا آپس میں کسی مسئلے میں اختلاف ہوا تو ہرایک نے اپنی رائے پر عمل کرلیا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری ہوئی تو عرض کیا کہ ایک جماعت نے اس حکم کا یہ مطلب سمجھا اور دوسری نے یہ مطلب سمجھا دونوں جماعتوں نے اپنی اپنی رائے کے مطابق عمل کرلیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی تصویب فرمائی کہ دونوں نے ٹھیک کیا دونوں کی عبادت قبول ہوگئی۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ میں کتنے اختلافات ہیں، پھر ہر امام کے مذہب کی تفصیلات وتحقیقات میں کتنے اختلافات ہیں، حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ مختلف تحقیقات نقل فرمانے کے بعد اپنی رائے پیش کردیتے ہیں، دوسروں پر زیادہ جرح اور ردوقدح نہیں کرتے، علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ شرح عقود رسم المفتی میں بار بار لکن لکن لکن، کے تحت اتنے اقوال مختلفہ نقل کرتے چلے جاتے ہیں کہ آخری فیصلہ معلوم کرنا مشکل ہوجاتا ہے، ان حضرات میں سے کسی کا یہ اصرار نہیں ہوتا کہ جو میں کہہ رہا ہوں لازماً وہی قبول کیا جائے، بلکہ دوسروں کے نام بڑے احترام سے لے کر اپنا قول پیش کردیتے ہیں۔

حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسجد نبوی میں درس دینے والے ایک حنبلی عالم سے بلاواسطہ اپنا سماع لکھا ہے یا کسی دوسرے عالم سے نقل کیا ہے کہ وہ حنبلی عالم اپنے درس میں علماء احناف کا نام بہت احترام سے لیتے تھے، یوں کہتے تھے:

﴿قالت السادة الحنفية رحمهم الله تعالى﴾

حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ تھا کہ اپنے تلامذہ کے ساتھ کسی مسئلہ پر غور فرماتے بعض مسائل پر کئی کئی دن اجتماعی غور وفکر کے باوجود بھی اتفاق نہ ہوتا تو فرماتے کہ سب دو دو رکعت نفل پڑھیں، نفل پڑھ کر پھر مسئلے پر غور فرماتے اگر پھر بھی اتفاق نہ ہوتا تو فرماتے کہ ہر ایک اپنی تحقیق کے مطابق عمل کرے، استاذ اپنے تلامذہ سے فرما رہے ہیں کہ تحقیق کے بعد اپنی اپنی رائے پر عمل کریں۔

اختلاف نظر کا تحمل کریں یہ نہیں کہ آپ کی عقل میں جو بات آگئی اسے سب پر ٹھونسیں کہ سب اسی پر عمل کریں، تحمل کی عادت ڈالیں۔

علماء پر لازم ہے کہ امام ابن رشد رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "بدایۃ المجتہد" کا مطالعہ کریں، وہ ہر امام کا صرف قول اور اس کا منشأ و دلیل لکھتے ہیں کسی پر رد نہیں کرتے، علماء اس سے اختلاف نظر کے تحمل کا سبق اور اختلاف بیان کرنے کا سلیقہ سیکھیں۔

اختلاف نظر سے بچنے کی صرف ایک صورت ہو سکتی ہے کہ مداہنت اختیار کی جائے، اللہ تعالیٰ مداہنت سے بچائیں، اختلاف نظر کا تحمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں، فہم سلیم و عقل مستقیم عطاء فرمائیں۔ کتنی بڑی جہالت اور حماقت ہے کہ جو میں نے کہہ دیا کیوں نہیں مانا، ماننا پڑے گا، کئی کئی دن اس کے پیچھے پڑے رہیں کہ اپنی بات منوا کر چھوڑیں گے۔ ایک بار میں نے کسی مسئلے میں حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے چند بار مراجعہ کیا تو آپ نے فرمایا:

"تحقیق کے لئے مباحثہ تو صحیح ہے مگر تصدی صحیح نہیں۔"

حالانکہ مجھے اپنی رائے پر اصرار نہیں تھا، اپنے خیال کی وضاحت مقصود تھی، چنانچہ وضاحت کے بعد مسئلہ صاف ہو گیا۔

ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ گلے سے پکڑے ہی رہے چھوڑے ہی نہیں، تحقیقات ہو گئیں غور و فکر ہو گیا، بحث ہو گئی اب اگر اتفاق ہوتا ہے تو ٹھیک اور نہیں ہوتا تو کچھ حرج نہیں۔ جب میں جامعہ دار العلوم کورنگی میں تھا وہاں ایک استفتاء ایسا آگیا جس میں مستفتی نے یہ لکھ دیا کہ اس پر دونوں کے دستخط ہوں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے بھی اور میرے بھی لیکن اس مسئلے کے جواب میں ہم دونوں کا اتفاق نہیں ہو رہا تھا جب اتفاق نہیں ہو رہا تو دونوں کے دستخط کیسے ہوں، سیکھیں تحمل کی بات بتا رہا ہوں اختلاف رائے کا تحمل کیسے ہوتا ہے، بہت سوچا اتفاق ہو ہی نہیں رہا، یہ تو نہیں ہو سکتا تھا کہ کوئی اختلاف رائے کے باوجود محض مروت سے دستخط کر کے دین میں

مداہنت جیسے جرم عظیم کا ارتکاب کرے، بالآخر دونوں کی رأی میں اتفاق ہو گیا تو دونوں نے دستخط کر دیئے، اگر اتفاق نہ ہوتا تو دونوں اپنی اپنی رأی لکھ کر مستفتی کو زیادہ احتیاط والے قول پر عمل کرنے کی ہدایت لکھ دیتے۔

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی مسئلہ پوچھنے آتا تو اسے مسئلہ بتا کر یہ بھی فرما دیتے کہ فلاں عالم کی رأی اس مسئلہ میں میری رأی کے خلاف ہے چاہو تو ان کی رأی پر عمل کر لو خود ہی بتا دیتے تھے کہ ان کی رأی میری رأی کے خلاف ہے چاہو تو ان کی رأی پر عمل کر لو، ایسا تحمل ہونا چاہیئے، حوصلہ رکھنا چاہیئے، وسعت نظر ہو تنگ نظری نہ ہو۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس صورت میں ہے کہ دونوں عالم اعتماد میں اور دونوں قول احتیاط میں برابر ہوں، اور کوئی قول اختیار کرنے میں کوئی ذاتی غرض بھی مستفتی کے پیش نظر نہ ہو۔

مواقع توسیع و تضییق:

احکام شرعیہ میں توسیع و تضییق کے مواقع الگ الگ ہیں انہیں سمجھنا پھر ان کی رعایت رکھنا اور ان کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے ان مواقع کی کچھ تفصیل بتانا چاہتا ہوں:

مواقع تضییق:

فواحش و منکرات اور بدعات سے روکنے میں زیادہ سے زیادہ تضییق سے کام لیا جائے ان سے امت کو بچانے کے لئے علماء اختلافات جزئیہ فرعیہ چھوڑ کر سب متحد ہو کر زبان قلم اور اسلحہ سے جہاد کریں ذرہ برابر بھی کسی قسم کی مروت اور تسامح سے کام لینا جائز نہیں۔

مواقع توسیع:

دو مواقع میں زیادہ سے زیادہ توسیع سے کام لینا چاہئے:

❶ احکام جزئیہ فرعیہ جن میں دلائل شرعیہ کے تحت اختلاف کی گنجائش ہو ان میں باہم بحث ومباحثہ اور ردوقدح نہ کریں زیادہ سے زیادہ وسعت نظر سے کام لیں جس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ علماء اجتماعی غور وفکر کا معمول بنائیں پھر جو کوئی ایسا اہم مسئلہ پیش آئے اس کا فرداً فرداً جواب دینے کی بجائے اپنی مجلس تحقیق میں پیش کریں اجتماعی غور و فکر کے بعد کسی بات پر اتفاق ہوگیا تو بہتر ورنہ ہر عالم اپنی رائی پر عمل کرے، دوسروں پر رد نہ کریں عوام میں سے کوئی یہ مسئلہ پوچھے تو اسے اپنی رائی کے مطابق بتادیں اگر وہ کسی دوسرے عالم کا قول اس کے خلاف بتائے تو اسے یوں جواب دیں کہ اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہے، اور اختلاف علماء کی صورت میں اس قول پر عمل کرنا چاہئے جس میں احتیاط زیادہ ہو اور اگر احتیاط میں برابر ہوں توجس عالم پر زیادہ اعتماد ہو اس کی رائی کے مطابق عمل کیا جائے اگر اس میں بھی دونوں عالم برابر ہوں توجس پر چاہیں عمل کرلیں، اس میں اس کا خاص طور پر خیال رکھا جائے کہ کوئی قول اختیار کرنے میں اپنا کوئی ذاتی فائدہ مدنظر نہ ہو، صرف ذاتی فائدے کے پیش نظر ترجیح دینا ہرگز ہرگز جائز نہیں اس لئے کہ یہ دین پرستی نہیں بلکہ نفس پرستی ہوگی۔ عوام کے سامنے دوسرے علماء پر جرح نہ کریں، علماء کے اختلاف کو عوام میں شائع کرنا جائز نہیں۔

اگر کوئی عالم صرف علماء کے سامنے اختلاف اقوال کے ساتھ اپنی تحریر پیش کرنا چاہتا ہو تو وہ خوب سوچ سمجھ کر اسلوب تحریر ایسا اختیار کرے کہ جس سے دوسرے علماء کی تنقیص نہ ہو۔

❷ ایسے اوراد ووظائف جن کا کسی قوی دلیل سے ثبوت نہیں یا وہ عبادات نافلہ جن میں کئی ایسی تقییدات لگادی گئی ہیں جو شرعاً ثابت نہیں ان میں آزادی سے عمل کریں

خود کو اور دوسروں کو تنگی میں نہ ڈالیں۔

⑯ ایک ہی محبوب:

حضرت اقدس سفر میں جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے ہیں بالکل الگ تھلگ کمرے میں اکیلے رہتے ہیں اور دروازہ بھی ہر وقت بند رکھتے ہیں ؎

چہ خوش است باتو بزے بنہفتہ ساز کر دن
در خانہ بند کردن سر شیشہ باز کر دن

ایک بار آئینہ سامنے رکھ کر ڈاڑھی مبارک میں تیل کنگھی کر کے اسے سنوار رہے تھے اور بہت توجہ سے آئینے میں دیکھ رہے تھے، اس وقت کمرے کا دروازہ بے خیالی سے کھلا رہ گیا، خادم دروازہ کھلا دیکھ کر سمجھے کہ کسی خدمت کے لئے بلانا چاہتے ہیں اس لئے وہ اندر آگئے، اس پر کیف حالت میں ان کی اچانک آمد پر حضرت اقدس نے فورًا ہنستے ہوئے مزاحیہ انداز میں فرمایا:

"میک اپ کر رہا ہوں۔"

انہوں نے عرض کیا: کس لئے؟

حضرت اقدس نے فرمایا ؏

شاید کہ پڑ جائے، کسی کی نظر

خادم نے پوچھا کس کی؟

حضرت اقدس نے فرمایا:

"وہ ایک ہی تو ہے۔"

حضرت اقدس اپنے اس حال کے مطابق یہ اشعار بہت پڑھتے ہیں ؎

دور باش افکار باطل دور باش اغیار دل
سج رہا ہے ماہ خوباں کے لئے دربار دل

اے خیال دوست اے بیگانہ ساز ما سوا
اس بھری دنیا میں تو نے مجھ کو تنہا کر دیا

بڑھ گیا ربط کچھ ایسا مرا پیمانوں سے
کچھ تعلق ہے نہ اپنوں سے نہ بیگانوں سے

ایک تم سے کیا محبت ہو گئی
ساری دنیا سے ہی وحشت ہو گئی

دل آرامے کہ داری دل درو بند
دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

تو وطوبیٰ و ما و قامت یار
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

از یکے گو از ہمہ یکسوئے باش
یک دل و یک قبلہ و یک روئے باش

ہمہ شہر پر زخوبان منم و خیال ماہے
چہ کنم کہ چشم یک بین نکند بکس نگاہے

پھیر لوں رخ پھیر لوں ہر ما سوا سے پھیر لوں
میں رہوں اور سامنے بس روئے جانا نہ رہے
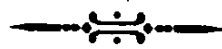
⑰ وہمی صوفی کا نظریہ:

ایک بار میں مسجد کے وضو خانے میں وضوء کرتے وقت دانتوں کو برش سے صاف کر رہا تھا، کوئی مولوی نما شخص آکر کہنے لگے کہ برش کرنا تو بدعت ہے مسواک کیا کریں۔ میں نے کہا کہ کیوں بدعت ہے؟ کہنے لگے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہیں تھا بعد میں نکالا گیا ہے میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو آپ بھی نہیں تھے (یہ تقریباً ساٹھ سال پہلے کی بات ہے) ساڑھے تیرہ سو سال گزرنے کے بعد آپ پیدا ہوئے لہٰذا آپ بدعت ہیں مسجد میں کیوں آگئے؟ مسجد سے نکل جائیں، برش تو اتنا چھوٹا سا ہے آپ تو تقریباً ساڑھے پانچ فٹ لمبی بدعت ہیں اتنی لمبی بدعت مسجد میں کیسے آگئی؟ بس پھر وہ خاموش ہو گئے۔

⑱ اپنے محاسبہ سے غافل نہ رہیں:

انسان کو اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے، اپنے حالات سے غافل نہ رہیں، ہوشیار رہا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں دی ہیں وہ کہیں استدراج نہ ہو، ڈھیل نہ ہو، ہر وقت متوجہ رہنا چاہئے کہ کہیں قربانی کے بکرے والا معاملہ تو نہیں ہو رہا، قربانی کا بکرا ذبح کرنے سے پہلے اس کی کیسی خاطر کی جاتی ہے خوب خوب کھلایا پلایا جاتا ہے یا جیسے مچھلی کا شکار کرتے وقت اسے کانٹے میں لگا کر کینچوے اور گوشت وغیرہ دیتے ہیں کہیں یہ نعمتوں کی کثرت کسی بدعملی پر وبال تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خوب کھلی چھٹی دے دی کہ جو چاہو کرتے رہو خوب مزے اڑاؤ آخر میں ایک ہی بار خبر لوں گا۔ اللہ تعالیٰ سب کی حفاظت فرمائیں اور اصلاح عمل کی توفیق عطاء فرمائیں۔

⑲ فاسق مجاہر کے لئے دعاء کا صحیح طریقہ:

کسی فاسق مجاہر، دین اور علماء دین سے دشمنی رکھنے والے کے بارے میں یہ کہنا کہ اس کے لئے بخشش کی دعاء فرمادیں اس لئے کہ کچھ بھی ہو کلمہ گو تو ہے، ایسا کہنا صحیح نہیں اس کے لئے بخشش کی دعاء کی بجائے یوں دعاء کرنی چاہئے کہ اسے توبہ کی توفیق ہو جائے، جب توبہ کی توفیق ہو جائے گی تو بخشش تو ہو ہی جائے گی اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ توبہ قبول فرماتے ہیں اور اگر کسی کا یہ خیال ہو کہ وہ توبہ کرے ہی نہیں ایسے ہی بخشش ہو جائے تو اس طرح دعاء کرنا اللہ کی رضا کے خلاف ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بددعاء کر کے پوری قوم کو غرق کروا دیا، یوں دعاء کی: یا اللہ! ان سب کو غرق کر دے کوئی بھی باقی نہ رہے۔ اور جب اپنے بیٹے کے لئے دعاء کی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہوئی کہ اس کے لئے دعاء مت کرو، اللہ نے ان کے بیٹے کو بھی غرق کر دیا۔ جس پر اللہ کا غضب ہو توبہ کئے بغیر اس کے لئے بخشش کی دعاء کرنا بہت

خطرناک حالت ہے کہیں دعاء کرنے والا بھی ساتھ ہی نہ رگڑا جائے۔ مزید یہ کہ صرف توبہ کافی نہیں اہل حقوق کے حقوق اداء کرے یا معاف کروائے، حقوق العباد صرف توبہ کرنے سے معاف نہیں ہوتے۔ رہی یہ بات کہ کلمہ گو ہے تو یہ ضروری نہیں کہ ہر کلمہ گو مسلمان بھی ہو بہت سے کلمہ گو ایسے بھی ہیں جو منافق، مرتد یا زندیق ہیں، شیعہ اور قادیانی بھی تو کلمہ پڑھتے ہیں۔ جس کے حالات یہ بتا رہے ہوں کہ اسے اسلام سے دشمنی ہے اس کے بارے میں کیسے یقین ہو کہ یہ مسلمان ہے اس لئے ایسے شخص کے لئے یہی دعاء ہے کہ یا اللہ! تو اور تیرا بندہ، تو جانتا ہے کہ اس کے دل میں ایمان ہے یا نہیں، حالات تو بتا رہے ہیں کہ اس کے دل میں ایمان نہیں مگر پھر بھی کفر کا فتوی دینے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے ہم کفر کا فتوی نہیں دیتے تو جانتا ہے تو جانے تیرا بندہ جانے، اگر اس کے دل میں ایمان نہیں تو بھی توبہ کی توفیق دے دے وہ اس طرح کہ ایمان دے دے کفر سے توبہ کرلے اور اہل حقوق بھی معاف کردیں، بس ایسے شخص کے لئے بخشش کی صرف یہی صورت ہوسکتی ہے۔

(۲۰) نسخہ اطمینان وسرور:

تفویض یعنی اپنے سب حالات اللہ کے سپرد کردینے سے اطمینان وسرور پیدا ہوتا ہے، اس پر توکل پیدا ہوجائے تو کوئی پریشانی نہیں رہتی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ما یفتح اللّٰہ للناس من رحمۃ فلا ممسک لھا وما یمسک فلا مرسل لہ من بعدہ وھو العزیز الحکیم ۝﴾ (۳۵-۲)

”اللہ جو رحمت لوگوں کے لئے کھول دے سو اسے کوئی بند کرنے والا نہیں اور جسے بند کردے سو اس کے بعد اس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہی غالب ہے حکمت والا ہے۔“

اور فرمایا:

﴿قل لن یصیبنا الا ما کتب اللّٰہ لناھو مولینا وعلی اللّٰہ فلیتوکل المؤمنون۝﴾ (۹-۵۱)

''تو کہہ دے ہمیں ہرگز نہ پہنچے گا مگر وہی جو لکھ دیا اللہ نے ہمارے لئے وہی کارساز ہے ہمارا اور اللہ ہی پر چاہئے کہ توکل کریں مسلمان۔''

ایسے مضامین پر زیادہ سے زیادہ غور کریں دعاء بھی کریں کہ یا اللہ! تو نے دنیا و آخرت دونوں کی فلاح و بہبود کا جو نسخہ ارشاد فرمایا ہے اس پر سب کو عمل کرنے کی توفیق عطاء فرما اپنی رحمت سے نافع بنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿واعلم ان ما اصابک لم یکن لیخطئک وما اخطأک لم یکن لیصیبک﴾ (احمد، ابوداؤد)

''یقین رکھو! کہ جو مصیبت تمہیں پہنچی وہ ہرگز ٹلنے والی نہ تھی اور جس مصیبت سے تم بچ گئے وہ قطعاً پہنچنے والی نہ تھی۔''

نمازوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعاء منقول ہے:

﴿اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد﴾ (ابوداؤد)

''اے اللہ! تیری عطاء کو کوئی روک نہیں سکتا اور تو روک دے تو کوئی دے نہیں سکتا اور کسی صاحب منصب کو اس کا منصب تجھ سے نہیں بچا سکتا۔''

جس شخص کے قلب میں یہ بات راسخ ہوگئی اور اللہ پر مکمل اعتماد قائم ہوگیا پھر اس

کے لئے ہر لمحہ سرور، ہر حالت سرور اور ہر مقام سرور ہے، ان لوگوں کا حال یہ ہوتا ہے:

﴿لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون﴾ (۴۶-۱۳)

"نہ ان پر کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

اور وہ بزبان حال یہ کہتے ہیں ؎

کار ساز ما بساز کار ما
فکر ما درکار ما آزار ما

مجھے یاس کیوں ہو کہ وہ دل میں بیٹھے
برابر تسلی دیئے جا رہے ہیں

⑳ خوف نہیں شوق:

ہومیو پیتھک علاج کا مدار علامات پر ہوتا ہے اس لئے حضرت اقدس کی آواز بیٹھنے کے علاج کے سلسلے میں ایک ہومیو پیتھک ڈاکٹر صاحب نے حضرت اقدس سے کچھ علامات دریافت کرتے ہوئے ایک سؤال یہ کیا کہ کسی چیز کا خوف تو نہیں؟ حضرت اقدس نے فرمایا کہ خوف تو کسی چیز کا نہیں شوق ہے، شوق وطن۔ ڈاکٹر صاحب سمجھے نہیں کہ اس کا کیا مطلب ہے، وطن سے کیا مراد ہے آگرہ، دلی کون سا وطن ہے۔ دوسرے جو ان کے ساتھ تھے وہ حضرت کے حالات سے واقف تھے، ڈاکٹر صاحب نے ان سے پوچھا کہ حضرت کیا فرما رہے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ وطن سے مراد ہے وطن آخرت۔ اپنے اس شوق کا اظہار حضرت اقدس کبھی اس شعر میں فرماتے ہیں ؎

عید کی سچی خوشی تو دوستوں کی دید ہے
جو وطن سے دور ہیں کیا خاک ان کی عید ہے

اس شعر کی بہت ولولہ انگیز تشریح وعظ "عید کی سچی خوشی" میں پڑھ کر اپنے اندر شوق وطن آخرت پیدا کیجئے۔

۲۲ انتخاب دواء اختیاری نتیجہ غیر اختیاری:

صحیح دواء کا انتخاب کسی حد تک اختیاری ہے اور شفاء سراسر غیر اختیاری۔ اگرچہ صحیح دواء کا انتخاب بھی پورے طور پر کسی انسان کے اختیار میں نہیں، طبیب کی صلاحیت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے، پوری دنیا کے سب علوم وفنون ملا کر بھی بہت تھوڑے سے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تمہیں بہت تھوڑا سا علم دیا ہے:

﴿وما اوتیتم من العلم الا قلیلا﴾ (۱۷-۸۵)

اسی لئے میں نے کہا کہ صحیح دواء کا انتخاب کسی حد تک اختیاری ہے مقصد یہ کہ پورے طور پر تو وہ بھی اختیاری نہیں صرف کسی حد تک اختیاری ہے لیکن شفاء تو کسی حد تک بھی اختیاری نہیں سراسر غیر اختیاری ہے وہ مکمل طور پر صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ تفصیل بتانے سے یہ مقاصد ہیں:

۱ علاج کو درجہ سبب میں سمجھ کر اختیار کریں اور نظر اللہ پر رکھیں کہ شفاء تو صرف اسی کے قبضہ میں ہے۔

۲ علاج میں زیادہ غلو نہ کریں اعتدال سے کریں اور اللہ پر توکل کریں، مثل مشہور ہے:

خوردن برائے زیستن است
نہ زیستن برائے خوردن

"کھانا زندہ رہنے کے لئے نہ کہ زندہ رہنا کھانے کے لئے۔"

اس زمانے کے لوگ علاج میں اتنا غلو کرنے لگے ہیں کہ گویا دوائیں کھانے کے لئے ہی زندہ رہنا چاہتے ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ دواخوردن برائے زیستن است نہ زیستن برائے دواخوردن۔ غذا تو پھر بھی زندہ رہنے کے لئے ضروری ہے اس پر زندگی موقوف ہے جب کہ دواء پر زندگی موقوف نہیں، دواء کا نفع یقینی نہیں بلکہ کبھی ماہر سے ماہر طبیب کی بہتر سے بہتر منتخب دواء سے بھی نفع کی بجائے نقصان ہوتا ہے، اسی لئے علاج کرنا ضروری نہیں، علاج نہ کرنے سے اگر کوئی مر بھی جائے تو بھی اس پر کوئی گناہ نہیں۔

۳ اگر کسی مستند طبیب کے علاج سے فائدہ نہ ہو تو اس کی شکایت کرنا جائز نہیں، اس لئے کہ اولاً تو صحیح دواء کا انتخاب مکمل طور پر اس کے اختیار میں نہیں، ہوسکتا ہے کہ صحیح دواء کا انتخاب نہ کرپایا ہو، ثانیاً یہ کہ صحیح دواء کا انتخاب کرنے کے باوجود شفاء نہ ہو، اس میں تو طبیب کا قطعاً کچھ بھی اختیار نہیں، صرف اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے، اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور بندوں کا عجز ظاہر کرنے کے لئے ایسے تصرفات دکھاتے رہتے ہیں تاکہ یہ بندے اس کے صحیح بندے بن کر رہیں، اس لئے بڑے سے بڑے علاج کو ناکام کردینا بھی ان کا کرم ہے رحمت ہے عقل والوں کے لئے ذریعہ ہدایت ہے ان کی معرفت، محبت واطاعت میں باعث ترقی ہونے کی وجہ سے بہت بڑی نعمت ہے مگر بہت کم لوگ اس سے ہدایت حاصل کرتے ہیں۔

۲۳ خیریت ہوگی آپ کے گھر:

فرمایا:

دارالافتاء میں بچے وچے بہت بڑھ گئے ہیں کوئی نہ کوئی گڑبڑ کرتے ہی رہتے ہیں (حضرت اقدس دارالافتاء کے علماء وطلبہ اور عملہ کو بچوں سے تعبیر فرماتے ہیں) یہ کوئی

تعجب کی بات نہیں بچے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ایک شخص نے کسی سے پوچھا کہ آپ کے ہاں خیریت ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ خیریت ہوگی آپ کے گھر میں ہمارے ہاں تو اللہ کے فضل سے بچے بہت ہیں کسی کا پاخانہ نکل گیا تو کسی کا پیشاب نکل گیا، کوئی گر گیا تو کسی کے چوٹ لگ گئی، کوئی ہنس رہا ہے، کوئی رو رہا ہے، ہمارے ہاں خیریت کہاں خیریت ہوگی آپ کے گھر۔

(۲۴) نکاح ورخصتی میں فاصلہ:

آج کل کے منکرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نکاح کرنے کے بعد رخصتی کو لٹکائے رکھتے ہیں، نکاح بھی اس لئے کرتے ہیں کہ دوسرا پھنس جائے یہ طریقہ بالکل غلط ہے فوراً رخصتی کرنی چاہئے۔ یہاں ایک مولانا صاحب کے سسرال والوں نے بھی ایسا ہی کرنا چاہا کہ ابھی نکاح کرلیں رخصتی بعد میں کریں گے، مولانا صاحب نے خود ہی منع کر دیا بعد میں مجھے پتا چلا تو میں نے کہا کہ سسرال والوں کو پیغام بھیج دیں کہ سابقہ نسبت ختم، جب نکاح ورخصتی اکٹھے کرنے کا ارادہ ہو تو رابطہ کریں اس وقت نئے سرے سے غور کریں گے، اس دوران جانبین آزاد ہیں جہاں چاہیں رشتہ کرلیں، جیسے ہی یہ پیغام پہنچا انہوں نے فوراً ہتھیار ڈال دیئے کہ ہماری کوئی شرط نہیں، یوں دماغ درست ہوتا ہے، علماء سے تعلق اور پھر ایسی جہالت کی باتیں۔

منگنی اور شادی کے درمیان یا نکاح اور رخصتی کے درمیان زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کا فاصلہ ہونا چاہئے کیونکہ ایک مہینے کی مدت کو شرعاً کئی معاملات میں مدت طویلہ شمار کیا گیا ہے۔ ایک ماہ سے زیادہ فاصلہ کرنا صحیح نہیں کیونکہ منگنی یا نکاح ہو جانے کے بعد جانبین کا ایک دوسرے کی طرف میلان ہو جاتا ہے جس سے تہیج پیدا ہوتا ہے لہٰذا گناہ کے اسباب پیدا کرنے کی بجائے جائز طریقے سے اس تہیج کی تسکین کی جائے۔

۲۵ عظمت دین کا تقاضا:

فرمایا: میں خدمات دینیہ کی نشست گاہ پر آتا ہوں تو وہاں پہلے دایاں پاؤں رکھتا ہوں پھر وہاں سے اٹھتے وقت بایاں پاؤں پہلے اٹھاتا ہوں یہ خدمات دینیہ کے آداب میں سے ہے عظمت دین کا تقاضا ہے۔

۲۶ جہیز میں سامان جہاد:

فرمایا: جہاد کے جذبات رکھنے والی جو خواتین مجھ سے شادی کرنے کی خواہش مند ہیں ان کے گھر والے اگر جہیز دینے پر اصرار کریں تو میں جہیز میں سات بمبار طیارے اور جنگی مہارت رکھنے والے بہترین قسم کے دس گھوڑے طلب کروں گا۔ حاضرین علماء میں سے ایک عالم نے اس عدد کی تخصیص معلوم کی تو حضرت اقدس نے جواب میں فرمایا کہ یہ عدد برکت اور کثرت کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

۲۷ طبیب کی تجویز پر اپنے مزاج و تجربے کو ترجیح:

میں جس طرح علاج کے سلسلے میں کسی طبیب کی طرف جلدی رجوع نہیں کرتا اسی طرح غذاء کے معاملے میں بھی طبیب کی تجویز پر اپنے مزاج و تجربے کو ترجیح دیتا ہوں اور ہر صحیح المزاج شخص کو یوں ہی کرنا چاہئے، اس کی تفصیل رسالہ "تنبیہات" کی تحریر ۳ میں ہے۔

ایک خاتون میرے لئے کھانا بھیجتی ہیں میں کھانے میں کمی بیشی کرواتا رہتا ہوں ایک بار میں نے کہلوا بھیجا کہ یہ ردوبدل حکیم صاحب کی تجویز کے مطابق ہوتا ہے انہوں نے معلوم کروایا کہ کس حکیم صاحب سے علاج کروا رہے ہیں؟ میں نے کہلوا بھیجا کہ وہ حکیم صاحب میں ہی ہوں۔

(۲۸) دنیوی لذتیں ذریعہ آخرت:

ہر شخص یہ سوچے کہ پیدائش سے لے کر تا حال اس نے کتنی لذتیں حاصل کی ہیں، کھانے کی، پینے کی، رہائش کی، سواری کی اور شادی کی ہے تو اس کی، غرضیکہ ایک ایک لذت کو سوچ لیں۔ پھر یہ سوچیں کہ جتنی لذتیں حاصل کرتے رہے اگر ان سے ہزاروں گنا زیادہ مل جاتیں یا ایک بھی نہ ملتی بہر صورت اس وقت تو ان کا وجود و عدم برابر ہے، اس وقت میں کوئی گزشتہ لذت آرہی ہے؟ گزشتہ زمانے میں کوئی لذت حاصل کی، کھانے پینے کی، رہائش کی، لباس کی، شان وشوکت کی، جنسی خواہش پوری کرنے کی، جو لذت بھی حاصل کی اس کا وقت گزر گیا کیا اب اس کی کچھ لذت محسوس ہو رہی ہے؟ اب تو وجود و عدم برابر ہے، ہزاروں لاکھوں کروڑوں لذتیں حاصل کی ہوتیں تو بھی گئیں اور اگر ایک بھی حاصل نہ کی ہوتی تو بھی وقت تو گزر ہی گیا، گزر گئی گزران، گزشتہ لذتیں جو گزر چکیں، اب ہزاروں جتن کرلیں تو بھی ان کی لذت لوٹ کر نہیں آسکتی۔ یہ سوچا کریں کہ گزشتہ لذتوں کو کام میں لانے کی صورت کیا ہو سکتی ہے ورنہ تو بڑا خسارہ ہو گا پھر جیسے وہ زمانہ گزر گیا موجودہ بھی گزر جائے گا اور آئندہ بھی جو لذتیں بھی حاصل ہوں وہ بھی گزر ہی جائیں گی بالکل کالعدم ہو جائیں گی:

﴿کالامس الدابر﴾

”گزشتہ کل کی طرح۔“

جیسے خواب کی باتیں ہوں جو لذتیں گزر گئیں انہیں بھی کام لانے کا طریقہ یہ ہے کہ ان میں سے کسی سے تو جسم میں قوت حاصل ہوئی جیسے کھانا پینا کہ اس سے قوت حاصل ہوتی ہے، لباس اور رہائش سے جسم کو جو آرام ملتا ہے اور صحت ملتی ہے اس سے بھی ایک قسم کی قوت حاصل ہوتی ہے۔ بعض لذتیں ایسی ہیں جن سے سکون ملا، جیسے کوئی اپنی بیوی سے فائدہ حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تمہاری بیویاں اس

لئے پیدا کیں کہ ان سے سکون حاصل کرو، ارشاد ہے:

﴿ومن ایته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها وجعل بینکم مودة ورحمة ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون۝﴾ (۳۰-۲۱)

دوسری جگہ فرمایا:

﴿هوالذی خلقکم من نفس واحدة وجعل منها زوجها لیسکن الیها فلما تغشها حملت حملا خفیفا فمرت به فلما اثقلت دعوا اللّٰه ربهما لئن اتیتنا صالحا لنکونن من الشکرین۝ فلما اتهما صالحا جعلا له شرکاء فیما اتهما فتعلی اللّٰه عما یشرکون۝﴾ (۷-۱۸۹، ۱۹۰)

اس زمانے کے مشرکین بھی حاجت براری کے لئے صرف ایک اللہ ہی کو پکارتے تھے پھر حاجت پوری ہو جانے کے بعد غیر اللہ کو شریک ٹھہراتے مگر اس زمانے کے مسلمان شروع ہی سے حاجات غیر اللہ سے مانگتے ہیں ان کا شرک ان مشرکین سے بھی بڑھ کر ہے۔

مقصد یہ کہ دنیا میں جو لذتیں بھی حاصل کیں انہیں اس طرح کار آمد بنائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کے ذریعے جو قوت عطاء فرمائی اور جو دماغی سکون عطاء فرمایا ہم نے انہیں کس قدر ذریعہ آخرت بنایا اگر ان نعمتوں ان لذتوں سے حاصل ہونے والی قوت کو آخرت کے کاموں میں لگایا تو یہ لذتیں کار آمد ہو گئیں۔ جب دل ودماغ پر سکون ہوں اور جسمانی قوت ہو تو آخرت کے کام زیادہ ہوں گے۔ ان لذتوں کو جو سراسر نفسانی لذتیں تھیں یہ سوچ کر حاصل کیا کہ یہ آخرت میں ترقی کا ذریعہ ہیں، ایک تو ترقی کا ذریعہ اس طریقے سے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں نعمتوں کو سوچنے سے منعم کے

ساتھ محبت بڑھے گی، محبت بڑھنے سے اطاعت بڑھے گی، اطاعت بڑھنے سے معصیت چھوٹے گی۔ دوسرے اس طریقے سے بھی کہ ان نعمتوں کو استعمال کرنے کے بعد جو قوت جسمانیہ یا راحت جسمانیہ یا سکون پیدا ہو گا اسے دین کے کاموں میں خرچ کریں گے تو وہ جنت کی نعمتوں میں ترقی کا ذریعہ بن جائیں گی۔ گزشتہ زمانے میں لذتوں کے بارے میں اگر یہ سوچنے کی توفیق نہیں ہوئی تو اب بھی وقت نہیں گیا اب ہی نیت کر لیں کہ گزشتہ زمانے میں جو جو لذتیں حاصل کرتے رہے تو اس وقت میں اگرچہ غفلت ہو گئی ہم نے کوئی ایسی نیت نہیں کی اس سے ہم استغفار کرتے ہیں اور دعاء کرتے ہیں کہ یا اللہ! ان لذتوں کو بھی آخرت میں ترقی کا ذریعہ بنا دے اور جب سے یہ غفلت دل سے نکل گئی تو آیندہ جو بھی دنیا کی نعمتیں اور لذتیں ہوں ان کے بارے میں ہمیشہ یہ کوشش کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں آخرت میں ترقی کا ذریعہ بنا دیں۔

۲۹ نام بتانے کی ضرورت:

کئی لوگوں کی آوازوں میں باہم مشابہت ہوتی ہے: النغمة تشبه النغمة۔ اسی طرح مختلف لوگوں کے خط میں ایک دوسرے سے مشابہت ہوتی ہے: الخط يشبه الخط۔ مشابہت کی وجہ سے بسا اوقات غلط فہمی ہو جاتی ہے، اسی لئے شہادت میں قاضی کے روبرو حاضر ہونا ضروری ہے دور بیٹھ کر ٹیلیفون پر یا انٹرنیٹ پر بات کرے یا خط میں لکھے تو شہادت قبول نہیں ہوگی آوازوں میں مشابہت کی وجہ سے یہ حکم ہے کہ کسی سے ٹیلیفون پر بات کریں یا کسی کے گھر جائیں اور باہر سے بات کریں تو اپنا نام بتائیں، ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے پوچھا: کون؟ اس نے کہا: میں۔

فرمایا:

میں میں کیا، نام بتاؤ۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بعد ایک بار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کی بہن حاضر ہوئیں جن کی آواز حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آواز سے مشابہ تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آواز سن کر چونک گئے۔

۳۰ آج کے مسلمان کا نظریہ:

اس دور کے مسلمانوں کا نظریہ یہ ہے:

"دین بس اتنا جتنا دنیا کے ساتھ چل سکے۔"

جب کہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عقل کا فیصلہ یہ ہے:

"دنیا صرف اتنی جو دین کے ساتھ چل سکے۔"

بے دینوں میں ایک مقولہ مشہور ہے:

﴿در مع الدهر كيفما دار﴾

"زمانے کے ساتھ چلو جیسے وہ چلے۔"

فارسی میں اس کے مطابق یہ مقولہ ہے:

"گر زمانہ با تو نہ سازد تو بزمانہ بساز۔"

"اگر زمانہ تجھ سے موافقت نہیں کرتا تو تو زمانے کے ساتھ موافقت کر۔"

جب کہ رحمٰن کا بندہ یوں کہتا ہے:

"زمانہ با تو سازد یا نہ سازد تو با مولائے خود بساز۔"

"زمانہ تجھ سے موافقت کرے یا نہ کرے تو اپنے مالک کے ساتھ موافقت کر۔"

(۳۱) رشتے داروں کے ہاں مقیم بچوں کو ہدایات:

عام طبائع میں غلبہ فساد کی وجہ سے ایک بہت بڑا فتنہ عام طور پر سنائی دیتا ہے کہ والدین کسی ضرورت سے اپنے کسی بچے کو اپنے کسی رشتے دار کے پاس چھوڑ دیتے ہیں وہ رشتے دار بچے سے کیسی ہی محبت کرے اور کیسا بہتر سے بہتر سلوک کرے تو بھی بچہ والدین سے بدسلوکی کی شکایت کرتا ہے والدین کو شکایات سن کر غصہ آتا ہے پھر جن کے پاس بچے کو چھوڑا تھا جب انہیں اس کا پتا چلتا ہے تو انہیں بہت سخت صدمہ ہوتا ہے کہ ہم نے تو اتنی محبت سے بچے کو رکھا اور ایسا بہتر سے بہتر سلوک کیا اس کے باوجود نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے احسان کا بدلہ الٹا ظلم سے دیا جارہا ہے۔ ایسی حالت میں ایسے بچے کے لئے چند ہدایات:

❶ جہاں رہ رہے ہیں ان کی طرف سے بظاہر کسی قسم کی بھی ایذاء پہنچے تو اپنے والدین کو ہرگز نہ بتائیں۔

❷ جن کے پاس رہ رہے ہیں ان کے قول یا عمل سے کوئی بھی ایذاء پہنچے تو ان کے بارے میں حسن ظن سے کام لے کر ان کے ایسے معاملات کو اپنی خیر خواہی پر محمول کریں۔

❸ جیسے حالات بھی گزریں ان پر صبر کریں بلکہ دوسرے کا احسان سمجھ کر اس کا شکر اداء کریں۔

❹ ان کے لئے دعاء کیا کریں۔

❺ انوار الرشید سے عنوان "مکارم اخلاق" دیکھا کریں۔

(۳۲) جہیز دینے والوں کا علاج:

حضرت اقدس کے خاص متعلقین میں سے ایک مولوی صاحب بہت مسکین اور

بالکل نادار ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس سعادت سے نوازا ہے کہ چوبیس گھنٹے ضرب مؤمن اور دارالافتاء والارشاد میں دوسری ہر قسم کی خدمات میں مشغول رہتے ہیں کسی نے انہیں اپنی لڑکی دینے کی پیشکش کی، حضرت اقدس نے ان سے پوچھ کر اجازت دے دی۔ سسرال والوں نے کچھ جہیز کی باتیں چھیڑیں تو حضرت اقدس نے اس نہایت ہی قبیح رسم کو ختم کرنے کے لئے انہیں جہیز دینے سے منع فرما دیا لیکن دارالافتاء سے تعلق رکھنے والے بعض دوسرے حضرات نے اس بناء پر کہ دولہا کے پاس تو کچھ بھی نہیں بالکل نادار ہیں لڑکی کے والد کو جہیز دینے کی اجازت دے دی حضرت اقدس کو اس کا علم ہوا تو اس کے بارے میں درج ذیل تحریر لکھ کر ان حضرات کو دی:

> "جہیز قبول کرنے کا مشورہ دینے والوں کو یہ خیال نہ آیا کہ دولہا کا ابا (خود حضرت اقدس) اس کے سسرال سے ہزاروں ہزاروں درجہ زیادہ مالدار ہے ایسی حالت میں جہیز قبول کرنا خلاف شرع وعقل ہونے کے علاوہ اس میں ابا کی سخت توہین بھی ہے اب بھی اگر سسرال والے ابا کی عزت کو اپنی عزت سے زیادہ سمجھتے ہیں تو جہیز پر خرچ کی ہوئی رقم ابا سے لے کر جہاد میں لگا دیں۔ اس کا اصل علاج تو یہ تھا کہ سسرال والوں سے کہا جائے کہ جہیز کا سب سامان اٹھا کر اپنے گھر لے جائیں مگر ابا بہت مغلوب المروت ہے اس لئے یہ رعایت کر دی لیکن اس سے لوگ غلط فائدہ حاصل نہ کریں اگر آئندہ کبھی اس قسم کے حالات میں جہیز کا سامان پہنچ گیا تو اسے گھر سے نکال کر باہر پھنکوا دیا جائے گا۔"

(۳۴) بدون ہمت نسخہ بیکار:

دیندار بننے کے لئے اصل اور بنیادی چیز ہمت ہے ہمت کے بغیر کوئی نسخہ کارگر نہیں ہو سکتا۔ اس بارے میں حضرت مجذوب رحمہ اللہ تعالیٰ کے چند قطعات

سنئے ؎

سختی راہ سے نہ ڈر ہاں اک ذرا ہمت تو کر
گامزن ہونا ہے مشکل راستہ مشکل نہیں
کام کو خود کام پہنچا دیتا ہے انجام تک
ابتدا کرنا ہے مشکل انتہا مشکل نہیں

اصلاح میں اپنی کر نہ سستی
ہمت پہ ہے منحصر درستی
فرما گئے ہیں حکیم الامت
سستی کا علاج بس ہے چستی

تجھ کو جو چلنا طریق عشق میں دشوار ہے
تو ہی ہمت ہار ہے ہاں تو ہی ہمت ہار ہے
ہر قدم پر تو جو رہرو کھا رہا ہے ٹھوکریں
لنگ خود تجھ میں ہے ورنہ راستہ ہموار ہے

کر نفس کا مقابلہ ہاں بار بار تو
سو مرتبہ بھی ہار کے ہمت۔ نہ ہار تو
اس کو پچھاڑ کے بھی نہ چھوڑا ہوا سمجھ
ہر وقت اس پچیت سے رہ ہوشیار تو

۳۴ دین سے غفلت کا نتیجہ:

لوگوں کی دین سے غفلت کا حال یہ ہے کہ جب انہیں کوئی مسئلہ بتایا جائے تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ مسئلہ تو ہم نے پہلے کبھی سنا ہی نہیں۔ سنیں بھی کیسے؟ فکر ہو تو سنیں، ان کا حال تو یہ ہے ؎

انہوں نے دین کب سیکھا ہے رہ کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

کہتے ایسے ہیں کہ جیسے پیدا ہونے کے بعد سے بڑے بڑے علماء و اولیاء اللہ کی صحبت میں پلتے رہے ہیں، بیس سال دینی مدرسے میں پڑھتے رہے یا علماء کی صحبت میں بیٹھ کر مسائل سیکھتے رہے اور پچیس سال گزار دیئے خانقاہ میں پھر بھی یہ مسئلہ نہیں سنا، کوئی ایسی بات ہوتی تو کوئی کہے بھی، ذرا سوچئے! زندگی کیسے گزر رہی ہے؟ بے دین لوگوں کو چھوڑیئے، دینداروں کو بھی کبھی مسئلہ پوچھنے کی توفیق ہوتی ہے؟ اور اگر پوچھیں گے بھی تو کیا؟ "وراثت" والد مر گئے ہمیں وراثت کتنی ملے گی؟ یا پوچھیں گے "طلاق"، تین طلاقیں دے کر بیوی خود ہی حرام کر لی پھر ہم سے پوچھنے آتے ہیں، بھلا ہم حرام کو کیسے حلال کر دیں؟ بس یہی دو مسائل آج کے مسلمان کے لئے رہ گئے ہیں وراثت اور طلاق، باقی اسلام سے کوئی غرض نہیں، ایسے میں انہیں کیا معلوم کہ مسائل کیا ہوتے ہیں مگر جب انہیں مسئلہ بتائیں تو کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ تو ہم نے کبھی سنا ہی نہیں، اللہ کے بندو! سنو گے کب؟ جب دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں، آخرت کی فکر نہیں تو مسئلہ کیسے سنو گے؟

۳۵ بے دینوں کو نجاست سے محبت:

غسل خانے میں پیشاب کرنے سے وساوس پیدا ہوتے ہیں اگر غسلخانے کا فرش کچا

ہے وہاں کسی نے پیشاب کر دیا تو وہ وہیں زمین میں جذب ہو جائے گا پھر وہیں اسی وقت غسل شروع کر دیا تو گندی چھینٹیں جسم پر لگیں گی اور اگر غسلخانے کا فرش پکا ہے تو اس میں پیشاب جذب نہیں ہوگا اس صورت میں بوقت غسل جسم پر گندے پانی کی چھینٹیں لگیں گی، اگر اسے بہائے گا تو معلوم نہیں کہ کتنا پانی بہادے گا پھر بھی یہی خیال رہے گا کہ ابھی پیشاب نہیں بہا، اس طرح یہ وساوس پیدا کرنے کا سبب ہے۔ اگر غسلخانے میں بیت الخلاء بھی ہو تو اگرچہ اس میں یہ دشواری تو نہیں ہوگی لیکن پھر بھی اگر غسلخانہ بڑا نہیں تو اس میں بھی غسل کے وقت اس جگہ پانی پڑنے سے چھینٹیں اڑ کر آئیں گی اس لئے بہتر ہے کہ اسے کسی چیز سے ڈھک کر غسل کیا جائے۔ اول تو یہ دونوں چیزیں ایک ساتھ بنانا بہت بڑی حماقت ہے، ایک شخص دونوں چیزوں کو محبوس کر لے یہ کہاں کی عقل مندی ہے اور اگر گھر میں ایک ہی غسلخانہ اور بیت الخلاء ہو تو اگر کسی کو استنجاء کی حاجت ہو اور کوئی غسل کر رہا ہو تو اتنی دیر تک وہ بے چارہ پریشان رہے گا یا اگر کوئی بیت الخلاء میں ہے اور کسی کو غسل کرنا ہے تو وہ اس شخص کے بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد کم از کم آدھا گھنٹہ تو انتظار کرے گا ہی کہ یہ جو بو چھوڑ کر آیا ہے وہ دور ہو جائے تو نہائے۔ یہ سب بے دینی کا وبال ہے۔ ان لوگوں کو کھانے کی خوشبو سے تو قے آتی ہے اس لئے باورچی خانے کو بہت دور بناتے ہیں اور نام اتنا گندہ رکھا ہے "کچن" باورچی خانہ نہیں کہیں گے کچن کہیں گے اور پاخانے کی بو انہیں بہت پسند ہے اس لئے اسے قریب بلکہ کمروں کے اندر بناتے ہیں۔ پھر بھی پاخانے کی بو سے ان کا جی نہیں بھرتا، سیری نہیں ہوتی اس لئے بیت الخلاء میں پیٹ سے نکالے ہوئے مال کا ذخیرہ جمع رکھتے ہیں بہاتے نہیں، بدبو اور نجاست سے اس قدر محبت ہے کہ فراق کا تحمل نہیں، صرف یہیں نہیں انگلینڈ وغیرہ میں بھی یہی حال ہے (آنٹی آف لنڈن کا قصہ انوار الرشید جلد اول صفحہ ۵۰۳ میں دیکھیں۔ مرتب) یہ لوگ بزعم خود مہذب ہیں مگر درحقیقت معذب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لئے باہر تشریف لے

جاتے تو بہت دور جاتے تھے۔ یہ لوگ کمروں کے اندر بنا کر اس میں نجاست کو جمع رکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھلی فضاء میں بھی بہت دور تشریف لے جاتے تھے۔ ہم نے شروع میں یہاں چار نمبر ناظم آباد میں کرائے پر مکان لیا جس میں پانچ کمرے تھے اور سب میں بیت الخلاء ہم تو بہت پریشان یا اللہ! نماز کہاں پڑھیں ذکر وتلاوت کہاں کریں بلکہ اس کمرے میں بیٹھیں بھی کیسے کہ جہاں سب لوگوں کے سامنے کوئی شخص اٹھ کر بیت الخلاء جائے اور پھر وہاں جا کر ہو سکتا ہے کچھ ہوا وغیرہ بھی اس طرح خارج کرے کہ اس کی آوازیں کمرے میں بیٹھے ہوئے لوگ سنیں اور جو کچھ وہ وہاں چھوڑ کر آئے اس کی بو پورے کمرے میں پھیلے گی، ہم نے یہ کیا کہ چار کمروں کے بیت الخلاء کو تو تالا لگا دیا اور ایک کمرے کو بیت الخلاء کے لئے مختص کر دیا۔

③⑥ مرض حب دنیا کی تشخیص:

فرمایا: جو شخص دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے وہ حب دنیا کا مریض ہے۔

③⑦ بچوں کی کہانیوں میں حب دنیا کی ترغیب:

لوگ بچوں کو جو کہانیاں سناتے ہیں وہ مال سے شروع ہو کر مال پر ہی ختم ہوتی ہیں بچپن ہی سے ان کے دل میں دنیا کمانے کی ہوس بھر دی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ دنیا کے بندے بن کر رہ جاتے ہیں۔ اس قسم کے قصے کہانیاں سنا کر اپنی اولاد کو برباد کرنے کی بجائے انہیں انبیاء کرام علیہم الصلوۃ، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اولیاء اللہ اور مجاہدین کے قصے سنایا کریں تاکہ بچپن ہی سے ان کے دل میں دین کی محبت اور آخرت کی فکر پیدا ہو۔

۳۸ گرانی ختم کرنے کا عجیب نسخہ:

ایک بزرگ سے کسی نے کہا کہ گوشت بہت مہنگا ہو گیا ہے۔ فرمایا: سستا کر لو۔ عرض کیا کہ ہمارے بس میں ہو تو ٹکے سیر لگا دیں۔ فرمایا: کھانا چھوڑ دو سستا ہو جائے گا۔

۳۹ قرآن کا مقصد نزول:

یہ قرآن کیا ہے؟ فرمایا:

﴿ان ھذہ تذکرۃ﴾ (۷۶-۲۹)

"بے شک یہ بہت بڑی نصیحت ہے۔"

یعنی قرآن میں اتنی بڑی نصیحت ہے کہ گویا قرآن خود نصیحت ہے مجسمہ نصیحت، قرآن اللہ کے قوانین کی کتاب ہے جو اس مقصد سے نازل کی گئی ہے کہ اس سے نصیحت حاصل کریں اور اس کے احکام پر عمل کریں تاکہ دنیا سے کامیاب و کامران ہو کر لوٹیں۔ یہ دنیا کے اسباب حاصل کرنے کے لئے، دنیوی ترقی حاصل کرنے کے لئے، جن، آسیب، بھگانے اور سفلی اتارنے کے لئے نہیں یہ اور بات ہے کہ اس کی برکت سے یہ کام بھی ہو جائیں مگر یہ خوب سمجھ لیں کہ یہ فائدہ عارضی ہو گا، جب تک قرآن کا مقصد نزول نہیں سمجھیں گے اور اس میں بتائے گئے احکام پر عمل نہیں کریں گے اس وقت تک پر سکون زندگی ہرگز ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی، عذاب شکلیں بدل بدل کر مسلط رہے گا۔

۴۰ عورتوں کا مالش کروانا:

بعض علاقوں میں یہ رواج سن کر بہت تعجب ہوا کہ بچے کی ولادت کے بعد کئی دن

تک عورت کے تمام جسم پر کسی عورت سے تیل کی مالش کرواتے ہیں یہ طریقہ بالکل حرام ہے کیونکہ بلا ضرورت ستر کا دیکھنا دکھانا اور بلا حائل ہاتھ لگانا حرام ہے۔

(۴۱) دنیا اور آخرت کمانے کی حد:

فرمایا: دنیا کمانے کے لئے اتنی کوشش کریں جتنا یہاں رہنا ہے اور آخرت کمانے کے لئے اتنی کوشش کریں جتنا وہاں رہنا ہے۔

(۴۲) دنیا و آخرت کی مثال:

فرمایا: دنیا اور آخرت کی مثال پرندے اور سائے جیسی ہے، آخرت پرندہ ہے اور دنیا اس کا سایہ ہے، اگر کوئی پرندے کو پکڑ لے تو سائے کو پکڑنے کی ضرورت نہیں کیونکہ سایہ تو پرندے کے تابع ہے جب کہ سائے کو پکڑنے کی کوشش کرنے والا کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جس نے آخرت بنالی اس کی دنیا تو لازماً بنے گی یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ آخرت تو بنے اور دنیا نہ بنے۔ دنیا بننے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دل میں کسی قسم کی بے چینی اور پریشانی نہ رہے وہ یہ سمجھے کہ اللہ میرا ہے تو سب میرا ہے ؎

اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری
جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری

خواہ اس کے پاس کھانے پہننے کو نہ ہو رہائش کے لئے جھونپڑی بھی نہ ہو مگر یہ مست رہتا ہے کہ احکم الحاکمین میرا ہے مالک الملک میرا ہے تو سب کچھ میرا ہے ؎

میں گو کہنے کو اے ہمدم اسی دنیا میں ہوں لیکن
جہاں رہتا ہوں میں وہ اور ہی ہے سر زمیں میری

سروؔ سروؔ سروؔ سرور

بڑا لطف دیتا ہے نام سرور

اللہ اس کے دل کو سرور سے بھر دیتا ہے کہ میرے بندے خوش رہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ یہ بات خوب پکی کرلیں کہ اللہ کو ناراض کر کے خواہ پوری دنیا کی بادشاہت بھی حاصل کرلے تو بھی بے چین ہی رہے گا۔

۴۳ شوق وطن:

حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کسی بچے کو براہ تلطف کچھ چھیڑا تو اس نے جھنجھلا کر کہا:

”بڑا ابا تو مر جائے۔“

حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سن کر میں نے غور کیا کہ میرے دل پر اس کا کیا اثر ہوا تو اس کی یہ مثال سامنے آئی کہ کوئی شخص اپنے وطن سے بہت دور ہو واپسی کی کوئی صورت نہیں بن رہی اور اسے وطن کی یاد تڑپا رہی ہے، بہت پریشان ہے کہ کب وطن جاؤں گا، اس کا کسی سے جھگڑا ہو گیا تو دوسرے نے کہا کہ اللہ کرے تو اپنے وطن دفع ہو جائے تو وہ یہ سن کر کتنا خوش ہو گا، کہنے والا اپنے خیال میں بددعاء دے رہا ہے اور یہ اس پر آمین کہہ رہا ہے اور خوشی سے مچل رہا ہے۔

۴۴ اسباب موت:

میرے ساتھ میرے اللہ کا ایک بہت قدیم معاملہ یہ بھی چلا آرہا ہے کہ بین النوم والیقظہ میرے اپنے خاص یا دنیا کے عام حالات سے متعلّق کوئی آیت دل میں وارد ہوتی ہے پھر دل سے اٹھ کر زبان پر جاری ہو جاتی ہے اور بہت دیر تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے، ابھی چند روز قبل یہ آیت وارد ہوئی:

﴿وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللّٰہ کتبا مؤجلا﴾

(۳-۱۴۵)

اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ اسباب موت موجود ہوتے ہوئے بھی اللہ کے حکم کے سوا کوئی نہیں مرسکتا۔ میں نے حالات موجودہ پر غور کیا تو یہ بات سامنے آئی کہ میری آواز بیٹھنے کے علاج کے لئے کچھ ڈاکٹر مجھ پر مسلط ہو جاتے ہیں یا لوگ انہیں مسلط کر دیتے ہیں جنہیں میں اسباب موت سمجھتا ہوں مگر اس کے باوجود میرے اللہ نے مجھے اب تک موت سے بچایا ہوا ہے بلکہ اسّی برس سے متجاوز عمر میں بھی مزید حیات طویلہ کی بشارتیں دیتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے دواؤں سے محفوظ رکھا ہے، کبھی کبھار کسی دواء کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو ہومیوپیتھک کی چھوٹی چھوٹی میٹھی میٹھی گولیوں کی چند خوراکوں سے شفاء عطاء فرمادیتے ہیں، ایسی ہلکی پھلکی اور میٹھی دواء بھی اگر دن میں تین چار بار کھانی پڑ جاتی ہے جس سے کاموں میں حرج ہوتا ہے تو مجھے خطرہ ہونے لگتا ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے دواء کھانے کے لئے ہی تو نہیں پیدا فرمایا، پھر اگر تین چار روز سے زیادہ کھانے کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کی ہمت نہیں ہوتی، دل چاہتا ہے کہ کم از کم ایک ماہ دواء کی چھٹی کروں تاکہ دماغ و اعصاب کو کچھ سکون مل جائے اور تین چار روز دواء کی طرف توجہ کرنے سے کاموں میں جو نقصان ہوا اس کی کچھ تلافی ہو جائے۔ کبھی طاقت کے لئے وٹامن کھانا شروع کرتا ہوں تو دماغ پر یہ فکر سوار کہ یہ شیشی کب ختم ہوگی شیشی کو دیکھتا رہتا ہوں کہ کتنی باقی ہے، ختم ہونے پر طبیعت میں انشراح پیدا ہوتا ہے اور دماغ و اعصاب کو سکون ملتا ہے کہ اس بوجھ سے نجات مل گئی۔

(۴۵) قلب صلاح و فساد کی بنیاد:

فرمایا: جس کا دل اللہ کی محبت سے خالی ہے اس کے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، ناک

اور زبان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کبھی نہیں کر سکتے وہ تو نافرمانی ہی کریں گے اور جس کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے لبریز ہے اس کا اثر اس کے تمام اعضاء پر ہوتا ہے ہر عضو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے، ہر نافرمانی سے بچتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿الا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وھی القلب﴾ (صحیح مسلم)

۴۶ دین کی باتیں بتایا کریں:

فرمایا: یہ سوچنا کہ میری بات پر کوئی عمل نہیں کرے گا یہ خیال باطل ہے، سامعین میں ضرور عمل کرنے والے پیدا ہو جاتے ہیں اور اگر کسی نے عمل نہ بھی کیا تو بھی صحیح علم تو حاصل ہو جائے گا یہ بھی بہت بڑی بات ہے پھر جب ایک مسئلہ پوچھنے پر ایک ہزار رکعات سے زیادہ ثواب ہے تو بتانے والے کو کتنا اجر ملے گا۔ ہدایت کی امید اور دعاء کے ساتھ لوگوں تک احکام الٰہیہ پہنچاتے رہنا چاہئے۔

۴۷ عمل کے لئے رسوخ فی القلب کی ضرورت:

کسی چیز کا علم ہو جانے کے بعد ضروری نہیں کہ عمل بھی ہو جائے بلکہ عمل کے لئے ضروری ہے کہ بات دل میں اترے، رسوخ پیدا ہو تو اس کے مطابق عمل ہوتا ہے۔ ایک بہت واضح مثال ہے موت، موت کا علم تو سب کو یقینی ہے مگر موت کی تیاری کتنے لوگ کر رہے ہیں اور کیسی کر رہے ہیں۔ موت کا علم تو ہے مگر اس کے مطابق عمل نہیں کیونکہ علم دل میں اترا نہیں۔ قرآن مجید میں مضامین کا بار بار تکرار ہے پھر یہ بھی حکم ہے کہ قرآن مجید بار بار پڑھتے رہو کیونکہ عمل کے لئے محض ایک بار کسی چیز کا علم ہو جانا کافی نہیں بلکہ بار بار پڑھیں گے، بار بار سوچیں گے، بار بار دیکھیں گے، ایک بات بار بار

کان میں پڑے گی آنکھوں کے سامنے سے گزرے گی تو جا کر دل میں اترے گی اور پھر اس کا اثر ہوگا اگر اس چیز کو دہرایا نہیں جاتا تو جتنا اثر ہو چکا ہے وہ کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ دین کی جو معلومات ہیں قلب پر ان کا جو اثر ہے اسے برقرار رکھنے اور مزید ترقی کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بار بار دین کی باتوں کا تذکرہ ہوتا رہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول صحیح بخاری میں منقول ہے:

﴿اجلس بنانؤ من ساعة﴾

آپ کے مخاطب حضرت اسود بن ہلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے (قسطلانی) ذرا بیٹھ جائیں ایمان کی باتیں کر کے ایمان تازہ کر لیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا کتنا اونچا مقام ہے وہ بھی اس کی ضرورت سمجھتے تھے کہ اسلام کے بارے میں جو کچھ معلومات ہیں وہ ایسے ہی کافی نہیں یہ ضروری ہے کہ ان کا اثر دل پر قائم رہے بلکہ بڑھتا جائے اس کا طریقہ یہ ہے کہ دین کی باتیں بار بار کی جائیں۔

میں جب اصلاح کی غرض سے اپنے مواعظ کی کتابیں دیکھتا ہوں تو مجھ پر ایک تازہ اثر ہوتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ پڑھتا ہی جاؤں۔ اگرچہ باتیں تو اللہ تعالیٰ کی ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے کہلوائی تو میری زبان سے ہیں جس کی زبان سے باتیں نکلیں وہ جب پڑھتا ہے تو اس پر اثر ہوتا ہے تو دوسروں پر اثر کیوں نہیں ہوگا، ضرور ہونا چاہئے، نہیں ہوتا تو اس دل کا کچھ علاج کروائیے کیوں اثر نہیں ہوتا، میرے وعظ "شرعی پردہ" کے بارے میں بعض خواتین نے بتایا کہ جب ایک بار انہوں نے یہ وعظ پڑھا تو ڈر تو بہت لگا لیکن شرعی پردہ کرنے کی ہمت نہیں ہوئی پھر انہوں نے وعظ کو بند کر کے نہیں رکھ دیا بلکہ بار بار پڑھتی رہیں اور دو تین بار وعظ کا مطالعہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں شرعی پردہ کرنے کی ہمت و توفیق عطاء فرما دی۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رحمت سے اثر عطاء فرمائیں عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کو سورہ لم یکن الذین کفروا من اھل الکتب پڑھ کر سناؤں، انہوں نے عرض کیا:

”اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں“ تو وہ رونے لگے فرط مسرت سے رونا آگیا کہ کہاں یہ بندہ اور کہاں اللہ کی شان۔ یہاں یہ سوچئے کہ قرآن مجید کا اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک سے زیادہ کس پر ہو سکتا ہے اس کے باوجود اور زیادہ لطف لینے کے لئے اور زیادہ اثر حاصل کرنے کے لئے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنانے کا حکم فرمایا۔

میرا ایک رسالہ ہے ”تعلیم و تبلیغ اور جہاد کے لئے کثرت ذکر و فکر کی ضرورت“ جب یہ پہلی بار شائع ہوا تو میں نے اس کے سرورق پر لکھوا دیا تھا کہ اسے پڑھتے رہئے۔ یہ نہیں لکھوایا کہ اسے پڑھیں کیونکہ لوگ ایک بار پڑھ کر کہہ دیں گے کہ ہم نے پڑھ لیا بات اس پر ہو رہی ہے نا کہ ایک بار پڑھنا کافی نہیں ہوتا، اس لئے میں نے اس پر لکھوایا کہ اسے پڑھتے رہئے یعنی بار بار پڑھتے رہئے۔ مجھ سے تو اللہ تعالیٰ نے کام کروا دیا آگے پڑھنے سننے والوں کا جتنا جتنا ظرف ہے، جتنا حوصلہ ہے کوشش میں لگے رہیں اللہ تعالیٰ سب کو عمل کی توفیق عطاء فرمائیں۔

﴿۴۸﴾ دین کو مشکل سمجھنا کفر ہے:

میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں چھوڑنے چھڑانے کی باتیں کرتا ہوں تو بے دین لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو بہت سخت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ میں جو کچھ بتاتا ہوں اپنی طرف سے تو نہیں بتاتا میں تو قرآن اور حدیث کی باتیں لوگوں تک پہنچاتا ہوں میں تو ان احکام کو نقل کرنے والا ہوں میں نے الگ سے اپنا کوئی دین نہیں بنایا، اگر کسی کو یہ باتیں سخت لگتی ہیں، مشکل لگتی ہیں تو وہ ایسا کرے کہ آخرت میں جب اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی

ہوگی تو اللہ سے کہے کہ یا اللہ! تونے اتنا سخت قرآن کیوں اتار دیا تھا؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب پیشی ہوگی تو آپ سے پوچھے کہ آپ نے ایسی سخت سخت باتیں کیوں بتائیں؟ میری باتوں سے اسی کو فائدہ ہو سکتا ہے جسے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں پسند ہوں ؎

نصیحت کسی سود مند آیدش
کہ گفتار سعدی پسند آیدش

صحیح بخاری میں ایک مشہور تابعی حضرت علاء بن زیاد رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہے کہ وہ لوگوں کو جہنّم سے بہت ڈراتے تھے، اس سے بچنے کے لئے بہت فرماتے تھے، کسی نے ان سے کہا کہ آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید کیوں کرتے ہیں؟ بار بار یہی کہتے رہتے ہیں۔ فرمایا کہ تمہارا ذہن یہی بن گیا ہے کہ تم گناہ بھی کرتے رہو اور تمہیں جنت کی بشارتیں بھی ملتی رہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ جب اس وقت میں لوگوں کے ذہن یہ بن گئے تھے تو آج پھر کیا ہی کہنا۔

۴۹ شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کی تیراکی:

شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ جہاد کے لئے تیراکی کی مشق کیا کرتے تھے۔ دلی سے آگرہ چار سو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ دلی سے دریائے جمنا میں داخل ہوتے اور آگرہ پہنچ جاتے وہاں تھوڑی دیر ٹھہرتے پھر وہاں سے دلی واپس آتے، جہاد کی نیت سے تیرنے کی اتنی مشق کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اپنی اولاد کو فن سباحت (تیراکی) اور رمی (تیراندازی) سکھاؤ۔" (کنز العمال)

حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک بار کسی سکھ نے مقابلے کی دعوت دی فرمایا ٹھیک ہے لیکن ساتھ یہ شرط لگادی کے ہم تیرتے ہوئے آگرہ پہنچیں گے یا شاید

کوئی اور دور کا مقام بتایا راستے میں جو تھک گیا دوسرا اسے ڈبو دے گا، سکھ نے یہ شرط قبول کر لی۔ چند میل تیرنے کے بعد سکھ کی قوت جواب دینے لگی تو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی گدی میں ایک مکا لگایا اس نے نیچے غوطہ کھایا جیسے ہی باہر نکلا تو کہنے لگا کہ میں ایمان لاتا ہوں، میں ایمان لاتا ہوں، مجھے چھوڑ دیجئے معاف کر دیجئے، تو آپ نے اسے چھوڑا ورنہ اسے ڈبونے لگے تھے۔ اللہ کی راہ میں دشمنوں کے ساتھ مقابلے میں ہمارے اکابر تو بہت ہی عجیب تھے، بہت عجیب۔

۵۰ دیوبند اور تھانہ بھون منابع الجہاد:

دارالعلوم دیوبند اور خانقاہ تھانہ بھون کے بارے میں عوام تو رہے عوام علماء خاص طور پر انہی کے سلسلے کے علماء میں سے کسی سے پوچھ لیں کہ دارالعلوم دیوبند کیا ہے تو بتائیں گے کہ بہت بڑا دارالعلوم ہے، بہت بڑے بڑے علوم کا مخزن ہے۔ خانقاہ تھانہ بھون کیا ہے؟ تو بتائیں گے کہ وہاں سلوک کے مدارج طے کروائے جاتے تھے، بہت بڑے صوفی، بہت بڑے اللہ والے، اللہ تک پہنچانے والے، یہ کسی کو معلوم نہیں کہ یہ تو دراصل دارالجہاد تھے، دارالعلوم دیوبند بھی اور خانقاہ تھانہ بھون بھی، یہاں تو جہاد کی تیاری ہوتی تھی۔ دارالعلوم دیوبند کے قیام کا مقصد ہی انگریز کے خلاف جہاد تھا اور خانقاہ تھانہ بھون سے انگریز کے خلاف جہاد ہوا جس کے امیر حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تھے، یہ شاملی کا جہاد کہلاتا ہے، اس جہاد میں حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر خلفاء حضرت گنگوہی، حضرت نانوتوی اور حضرت حافظ ضامن شہید رحمہم اللہ تعالیٰ پیش پیش تھے، حضرت حافظ ضامن رحمہ اللہ تعالیٰ اسی جہاد میں شہید ہوئے۔ یہ صرف علماء اور صوفیہ بنانے کے ادارے نہیں تھے بلکہ یہاں سے بڑے بڑے مجاہد پیدا ہوئے۔ اور آج دارالافتاء والارشاد سے جہاد کی خدمات انہی دونوں منابع جہاد کا فیض ہیں۔

(۵۱) ضعف ایمان کی وجہ:

حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک شخص نے میرے سامنے دریافت کیا کہ حیض کے زمانے کی نمازوں کی قضاء نہیں مگر روزوں کی قضاء ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر نہ مانوگے تو سر پر اتنے جوتے لگیں گے کہ ایک بال بھی نہ رہے گا۔

یہ قصہ نقل کرنے کے بعد فرمایا:

"جب تک تعلیم سادہ رہی لوگوں کے ایمان بہت قوی رہے اور جب سے یہ نئی روشنی شروع ہوئی لوگوں کے ایمان ضعیف ہو گئے ہر بات میں لم "کیوں" اور کیف "کیسے" لوگوں کے قلوب سے اللہ اور اس کے رسول کی عظمت اٹھ گئی، موٹی سی بات ہے کہ جب ہم نے اللہ کو اللہ اور اس کے رسول کو رسول مان لیا تو ان کے احکام میں چون وچرا کیسے، یہ نئی روشنی "درحقیقت" نئی "ظلمت" ہے۔"

(۵۲) دنیا میں رہنا غیر اختیاری آخرت بنانا اختیاری:

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں آخرت بنانے کے لئے بھیجا ہے مگر دنیا میں قیام کی مدت کا کوئی علم کسی انسان کو نہیں دیا۔ دنیا میں مدت قیام کا بڑھانا کسی کے اختیار میں نہیں اور وطن بنانے کی کوشش کو تیز کر دینا اپنے اختیار میں ہے اس لئے غیر اختیاری کی فکر کرنے کی بجائے اختیاری کی زیادہ سے زیادہ کوشش میں لگے رہنا چاہئے۔

(۵۳) نسیان ذنوب علامت قبول توبہ:

بعض عارفین کا قول ہے کہ نسیان ذنوب علامت قبول توبہ ہے یعنی گزشتہ زمانے

کے گناہوں کا یاد نہ رہنا اس کی علامت ہے کہ توبہ قبول ہوگئی۔ یہ ضعیف الطبع لوگوں کے لئے ہے اس لئے کہ گناہ یاد آنے سے ان کی باطنی ترقی رک جاتی ہے جسمانی صحت اور روحانی ترقی دونوں کا نقصان ہوتا ہے (اس کی تفصیل جواہر الرشید جلد ۳ جوہرہ ۹۱ میں ہے) اصحاب الہمۃ وقوی الطبع لوگوں کے لئے گناہوں کا یاد رہنا باعث ضرر نہیں ان کا حال یہ ہوتا ہے ؎

روزہا گر رفت گو رو باک نیست
تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست

زمانہ اگر غفلت یا گناہوں میں گزر گیا تو پریشان نہ ہوں زمانے سے کہہ دیں کہ جاؤ کوئی خطرہ نہیں، اے میرے محبوب کے عشق! تو باقی رہ کہ تیرے جیسی پاک کوئی چیز نہیں۔ ان کا اللہ تعالیٰ پر توکل مضبوط اور اس کے وعدوں پر یقین کامل ہوتا ہے اس لئے گزشتہ زمانے کے گناہ یاد آنے سے گھبراتے نہیں بلکہ ان سے نجات ملنے پر اللہ کا شکر اداء کرتے ہیں اور اس نعمت پر بہت مسرور ہوتے ہیں اس طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا تعلق اور زیادہ بڑھتا ہے۔

﴿۵۴﴾ باہمت طالب علم کا قصہ:

ایک مجاہد طالب علم کا حضرت اقدس سے اصلاحی تعلق ہے اس نے اپنا ایک عجیب واقعہ سنایا:

"میں بس میں سفر کر رہا تھا ڈرائیور نے ٹیپ ریکارڈر پر گانا لگا دیا میں نے منع کیا تو ڈرائیور نے آواز مزید تیز کر دی، میں نے پھر روکا تو اس نے اور بھی تیز کر دی، میں نے ٹیپ ریکارڈ پر ایک زوردار مکا رسید کیا ایک ہی مکے سے ٹیپ ریکارڈ کا ستیاناس ہوگیا، اس کے بعد ڈرائیور کو دو تین مکے رسید کئے، ڈرائیور مجھ سے بہت طاقتور تھا مگر اتنا مرعوب ہوا کہ مجھ پر ہاتھ

نہ اٹھاسکا، گاڑیاں رک گئیں لوگوں کا ہجوم ہو گیا، ایک عامی شخص نے نعرہ لگایا "طالبان زندہ باد" پولیس والے نے ڈرائیور کا چالان کاٹا۔ بعد میں ایک بوڑھے شخص نے مجھ سے حضرت اقدس کا نام لے کر پوچھا کہ کیا آپ ان کے شاگرد ہیں؟ میں نے کہا ہاں، اس نے کہا کہ یہ کام ان کا شاگرد ہی کرسکتا ہے۔"

یہ قصہ سننے کے بعد حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا:

بچو! کچھ سیکھ لو، سیکھ لو، ایک بار امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے منبر پر چڑھ کر اہل اصلاح سے عوام کی بے اعتنائی اور غفلت پر بہت زبردست تنبیہ فرمائی اور یہ شعر پڑھا ؎

المرء ماکان حیا یستھان به
ویعظم الرزء فیه حین یفتقد

"انسان کی حیات میں اس کی قدر نہیں کی جاتی اور اس کے مرنے پر بہت زیادہ رنج وغم کیا جاتا ہے۔"

جب تک زندہ ہے اس سے کچھ حاصل کریں، حاصل کرنے کا یہ مقصد نہیں کہ آپ کو اچھے اچھے خواب نظر آنے لگیں، جو دعاء کریں فورًا قبول ہو جائے، آپ سے کچھ کرامتیں ظاہر ہونے لگیں اور آپ ہائے ہوئے کے نعرے لگانے لگیں، یہ مراد نہیں کچھ حاصل کرنے سے مقصد یہ ہے کہ پورے پورے دیندار بننے کی کوشش کریں۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ کچھ بن جائیں تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ جو کچھ یہاں سنتے ہیں وہ باتیں میری نہیں اللہ تعالیٰ کی باتیں ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ہیں، جو کچھ سنتے ہیں اس کے مطابق اپنے حالات کو بنانے کی کوشش کریں اور دوسروں کو بھی صحیح باتیں بتانے کی کوشش کریں۔ اس طالب علم کے قصے سے ایک

سبق بھی حاصل کریں کہ انہوں نے کیسے اللہ کی راہ میں ہمت کا مظاہرہ کیا، اللہ تعالیٰ کی معیت ہمت کرنے والوں ہی کے ساتھ ہوتی ہے وہ تو تھوڑا سا امتحان لینا چاہتے ہیں انہیں تو سب کچھ معلوم ہی ہے بس دنیا پر اس کے دعوے کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے امتحان لیتے ہیں کہ یہ دعوائے ایمان میں کتنا پختہ ہے اور پھر امتحان میں کامیابی کے بعد ان کی طرف سے کیسی مدد ہوتی ہے۔ ذرا سی ہمت سے کام لیں تو شیطان اور اس کے چیلے اور انڈے بچے سب مغلوب ہو جائیں گے کیونکہ وہ تو بہت ہی بے ہمت ہوتے ہیں، فرمایا:

﴿الذین امنوا یقاتلون فی سبیل اللّٰہ والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت فقاتلوا اولیاء الشیطن ان کید الشیطن کان ضعیفا۝﴾ (۴-۷۶)

مولانا رحم الٰہی صاحب منگلوری ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ایک بار وہ مسجد کی طرف نماز پڑھنے تشریف لے جا رہے تھے تو لوگوں نے یہ شرارت کی کہ راستے میں طوائف کا رقص شروع کروا دیا، یہ شیطان کے انڈے بچے رحمٰن کے بندوں کو تنگ کرنے کے لئے اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں۔ آپ مسجد کی طرف خاموشی سے تشریف لے گئے شاید یہ سوچا ہو گا کہ اگر ابھی آپریشن شروع کر دیا تو کہیں جماعت نہ نکل جائے، دوسری مصلحت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ پہلے اللہ کے دربار میں حاضری دے لیں پھر انہیں ٹھیک کریں گے، تیسری مصلحت یہ بھی کہ ذرا سی ڈھیل دے دو شاید سدھر جائیں۔ جب نماز پڑھ کر واپس لوٹے تو وہاں وہی تماشا ہو رہا تھا طوائف کے ارد گرد اس کے عاشقوں کا مجمع لگا ہوا تھا آپ نے اتارا جوتا اور وہیں اس کے سر پر بجانا شروع کر دیا خوب بجایا اس کے سارے عاشق دم سادھے دیکھتے رہے کوئی اسے بچانے نہیں آیا۔ جب مولانا اس کی مرمت کر کے چلے گئے تو بعد میں اس سے کہتے ہیں کہ اس مولوی پر مقدمہ کرو ہم شہادت دیں گے۔ اس نے کہا کہ مقدمہ کرنے کے لئے روپیا

میرے پاس ہے اور مجھے یقین ہے کہ شہادت تم لوگ دے دوگے مگر ایک مانع موجود ہے وہ یہ کہ مجھے اس کے اس فعل سے یقین ہو گیا کہ یہ اللہ والا ہے اور اس کے قلب میں ذرہ برابر دنیا کا شائبہ نہیں ورنہ یہ مجھ پر ہاتھ نہ اٹھا سکتا، اس لئے اس کا مقابلہ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ ہے جس کی میرے اندر ہمت نہیں۔ اس نے کیسی عجیب بات کہی، یہ اتنی سمجھ ایمان ہی کی برکت ہے لوگ ایسے آوارہ لوگوں کو حقیر سمجھتے ہیں مگر ایمان والے میں کوئی نہ کوئی بات ضرور ہوتی ہے جو ایک دم اس کی کایا پلٹ دیتی ہے۔ اس کے بعد اس نے مولانا کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی اور ان سے درخواست کی کہ کسی نیک شخص سے میری شادی کروادیں۔ مولانا نے کسی نیک آدمی سے اس کا نکاح کروادیا۔

میں نے یہ قصہ اس لئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس کے قلب میں قوت ہوتی ہے وہ ہزاروں پر غالب ہو جاتا ہے کسی کو مقابلے میں آنے کی ہمت نہیں ہوتی۔

﴿۵۵﴾ تشبہ بالتجسس سے احتراز:

حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آخر عمر میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کی جب بینائی جاتی رہی تو میں کبھی بھی آپ کے پاس چپکے سے جا کر نہیں بیٹھا بلکہ جب گیا یہ کہہ دیا کہ اشرف علی آیا ہے اور چلنے لگا تو کہہ دیا کہ اشرف علی رخصت چاہتا ہے۔ اس لئے کہ ویسے ہی چپکے سے جا کر بیٹھنے میں تجسس سے تشبہ ہے، آنے جانے کی اطلاع سے یہ فائدہ تھا کہ شاید کوئی بات میرے سامنے فرمانا نہ چاہیں اور لاعلمی کی وجہ سے فرمادیں۔

حضرت اقدس نے اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آنے جانے کی اطلاع میں یہ فائدہ بھی ہے کہ شاید آنے والے سے کوئی بات کرنے کا خیال ہو، جب کسی کی آمد کا علم ہو تو ہی اس سے بات کی جا سکتی ہے، اسی طرح اگر کوئی بتائے بغیر ہی چلا گیا تو اس میں بھی یہ قباحت ہے کہ شاید وہ اسے موجود سمجھ کر اس سے کوئی بات کہنے

لگیں۔

(۵۶) اہل اللہ کی پہچان:

حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارے حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ الحمد للہ! ہمارے سلسلے میں سب طلبہ اور غرباء ہی کا مجمع ہے اور جس درویش کے یہاں بکثرت بڑے بڑے لوگ ہوں یعنی ڈپٹی کلکٹروں وغیرہ کا ہجوم ہو تو سمجھ لو کہ وہ خود دنیادار ہے کیونکہ قاعدہ ہے:

﴿الجنس یمیل الی الجنس﴾

"جنس جنس کی طرف مائل ہوتی ہے۔"

یہ ملفوظ نقل فرما کر حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ بحمد اللہ تعالیٰ یہاں بھی علماء مساکین اور مجاہدین ہی کو اہمیت دی جاتی ہے کبھی کسی مالدار کے ساتھ خصوصی رویہ نہیں کیا جاتا بلکہ ان کی اصلاح کی غرض سے اور ان کا دماغ درست رکھنے کے لئے ان کی کچھ نہ کچھ رگڑائی ہوتی ہے۔

ایک مولانا صاحب نے خط لکھا کہ آج کی مجلس میں حضرت اقدس کا ایک معمول دیکھ کر مجھے بہت فائدہ ہوا، پہلے ایک مسکین چرواہے کی صورت میں آیا، حضرت اقدس نے اسے دیکھ کر بہت مسرت کے ساتھ استقبال کرتے ہوئے فرمایا:

"بہت دنوں کے بعد تشریف لائے۔"

پھر ان کے ساتھ دیر تک بہت بشاشت سے گفتگو فرماتے رہے۔ ان کے جانے کے تھوڑی دیر بعد ایک نواب صاحب تشریف لائے، ان کی طرف آپ نے کوئی خاص توجہ نہیں فرمائی، ان کی بات سن کر بقدر ضرورت جواب دیا اور تحریر افتاء کے کام میں مشغول ہو گئے۔ یہ دیکھ کر میرے دل میں بے انتہاء سرور واستغناء پیدا ہوا اور

یہ سبق حاصل ہوا کہ اہل ثروت کی بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رکھنی چاہئے۔

۵۷ شاکر دل کی علامت:

فرمایا:

دل شاکر بنایا نہیں اس کی ایک علامت تو فریب والی ہے کہ بس زبان سے کہتے رہیں الحمد للہ! الحمد للہ!! اللہ تیرا شکر ہے۔ دوسری علامت حقیقی ہے یعنی گناہ چھوٹ جائیں زبان کے ساتھ ساتھ پورا جسم شکر گزار بن جائے۔

۵۸ تعمیر جامعہ کی اجازت:

فرمایا: مدارس دینیہ کو چلانا فرض کفایہ ہے، اگرچہ اصلاح کی بجائے فساد کا یقین ہو اور ہزاروں طلبہ میں سے ایک بھی کام کا نہ نکلے پھر بھی ثواب ملے گا۔ میرا نظریہ یہ تھا کہ دوسرے حضرات یہ فریضہ اداء کر رہے ہیں اس لئے مجھے مدرسہ نہیں بنانا چاہئے۔ تیس سال تک مختلف احباب مجھے تعمیر جامعہ کی ترغیب دیتے رہے، ہر قسم کے تعاون کی پیش کش کرتے رہے، جن کی تفصیل "انوار الرشید" کے مختلف ابواب میں ہے۔ مگر میں نے اتنے طویل عرصے تک کسی کی بات بھی قبول نہ کی، تعمیر جامعہ سے ہمیشہ انکار ہی کرتا رہا اور ہمیشہ اسی عزم کو تازہ اور پختہ کرتا رہا، خواص و عوام کے سامنے بہت قوت و شدت سے اس کا اظہار بھی کرتا رہا کہ کبھی بھی جامعہ ہرگز نہیں بناؤں گا، جس کی دو وجوہ تھیں:

❶ جامعات تو پہلے ہی ضرورت سے بہت زیادہ ہیں تو اب کسی نئے جامعہ کی کیا ضرورت؟ کسی نئے جامعہ کا قیام بضرورت ہو تو یہ تعدد محمود ہے مگر بلا ضرورت ایسا اقدام تبدد ہے جو شرعاً و عقلاً ہر لحاظ سے مذموم ہے۔

❷ علماء کی تربیت علمیہ و عملیہ کا جو معیار و طریق کار میں چاہتا ہوں اس کے مطابق

اساتذہ، طلبہ ودیگر عملہ کہاں سے لاؤں؟

تیس سال اسی عزم میں گزار دینے کے بعد متعدد احباب نے تعمیر جامعہ پر بہت اصرار کیا اور اس کی ضرورت یوں بیان کی کہ دوسرے جامعات میں تربیت علمیہ وعملیہ کا معیار وطریق کار ہمارے نظریات کے مطابق نہیں، لہٰذا ہمیں اپنے طریق تعلیم واصلاح کے مطابق علماء کی تربیت کے لئے ایک مستقل نئے جامعہ کی ضرورت ہے۔ رہا یہ اشکال کہ ایسے اساتذہ اور طلبہ وعملہ کہاں سے آئیں گے؟ سو اس کے حل کی دو تدابیر ہیں:

① اساتذہ اور طلبہ وغیرہ زیادہ تر اپنے ہی سلسلے کے لئے جائیں، ان کی تربیت اپنی خواہش کے مطابق بہت آسانی سے ہوسکے گی، اور جو چند افراد بیرون سلسلہ کے ہوں گے وہ بھی بعون اللہ تعالیٰ اہل سلسلہ کی اکثریت، حقانیت، تصلب فی الدین اور علم وعمل میں پختگی سے ضرور متأثر ہوں گے۔

② درجات ابتدائیہ کے بچوں کا نشوء ونماء تو شروع ہی سے اپنے سامنے ہوگا ان کی تربیت اپنی خواہش کے مطابق بہت آسانی سے ہوسکے گی۔

احباب کی اس تقریر و اصرار کے بعد خوب اچھی طرح غور کرنے کے بعد میں نے تعمیر جامعہ کی اجازت دے دی (جامعہ بنانے اور چلانے کی شرائط اور علمی وعملی تربیت کے طریق کار کی تفصیل انوار الرشید جلد ثانی عنوان "جامعۃ الرشید" کے تحت ہے۔ جامع)۔

۵۹ ترقی وتنزل کی حقیقت:

فرمایا:

"نالائق کی بظاہر ترقی درحقیقت استدراج ہے اور لائق کا بظاہر تنزل درحقیقت رفع درجات ہے۔"

⑥⓪ ایک عجیب کرامت:

فلکیات میں ہمارے حضرت اقدس کی مہارت کی پوری دنیا میں شہرت ہے جس کا کچھ اندازہ انوار الرشید جلد اول عنوان "فنون دنیویہ میں بھی ماہرین پر فوقیت" کے تحت بطور نمونہ مندرجہ چند واقعات سے کیا جا سکتا ہے۔ تقریباً پندرہ برس سے حضرت اقدس نے فلکیات پڑھانا بالکل چھوڑ دیا ہے، اب ایک روز حضرت اقدس جیسے ہی حفلۃ العلماء میں تشریف لائے تو آپ کی ایک عجیب کرامت ظہور پذیر ہوئی، بالکل خلاف معمول حفلۃ میں پہنچتے ہی فوراً سب سے پہلے علماء سے یہ سوال فرمایا کہ آج کسی نے خواب دیکھا ہے؟ سب حاضرین علماء یہ بالکل نیا معمول سن کر بہت حیران ہوئے۔ حضرت اقدس کے دریافت فرمانے پر فلکیات کے ایک طالب علم نے آپ کی خدمت میں اپنا ایک خواب لکھا کہ حضرت اقدس ہمیں فلکیات پڑھا رہے ہیں اور بار بار فرما رہے ہیں کہ میں فلکیات کے طلبہ کا جائزہ لے رہا ہوں۔ انہوں نے حفلۃ العلماء میں یہ خواب پرچے میں لکھ کر پیش کیا۔ حضرت اقدس نے اس کی تعبیر یہ بیان فرمائی کہ فلکیات سے مراد علوم وحی ہیں، میں طلبہ کا جائزہ لے رہا ہوں کہ انہیں علوم وحی کی طرف کتنی توجہ ہے۔

یہ بارش کا موسم تھا اس مناسبت سے فلکیات کے طلبہ میں سے کسی نے پرچے پر لکھ کر دیا کہ بارش کی وجہ سے بہت خوشگوار موسم ہے اس کی خوشی میں حضرت اقدس ہماری دعوت کریں، حضرت اقدس نے فرمایا کہ ان مولانا صاحب کے خواب کی تعبیر کا مصداق فوراً ظاہر ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر بارش سے غذاء قلب واسباق معرفت حاصل کرنے اور روحانی ترقی کے کئی نسخے ارشاد فرمائے ہیں مگر فلکیات میں متخصصین کو غذاء قلب حاصل کرنے کی فکر کی بجائے غذاء قالب وملء البطن کا شوق ہے۔ انوار الرشید، جواہر الرشید، مواعظ بالخصوص وعظ "علماء کا مقام"

چند منٹ روزانہ بلاناغہ پڑھا کریں اور جہاد میں چلہ لگائیں۔ دارالعلوم دیوبند میں ایک بار حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ دارِ جدید میں طلبہ کے کمروں کے سامنے سے تشریف لے جارہے تھے، ایک کمرے سے کسی طالب علم نے مطبخ کے سالن کا پیالہ پیش کر کے سالن خراب پکائے جانے کی شکایت کی، حضرت نے وہیں کھڑے کھڑے اس میں سے دو تین گھونٹ پیئے اور ہر گھونٹ پر بہت پر کیف انداز سے کہتے جاتے: سبحان اللہ! کیسا لذیذ ہے۔

میرے اقوال سے بھی زیادہ احوال سے سبق حاصل کرنے کی کوشش کیا کریں جسے خود دعوت کھانے کی فرصت نہیں وہ دوسروں کو کیا کھلائے گا؟ اور جو اپنی سب پونجی جہاد میں لگا دیتا ہو ایک پیسا بھی بچا کر نہ رکھتا ہو وہ دعوت کے لئے پیسا کہاں سے لائے گا؟ میں اگر کبھی شاذ و نادر غلطی سے کوئی دعوت قبول کر لیتا ہوں تو اس تضییع وقت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فوراً دردِ شکم کی سزا مل جاتی ہے، بتوفیق اللہ تعالیٰ میرا عقیدہ اور عمل یہ ہے کہ دعوتوں پر خرچ کرنے کی بجائے وہ رقم جہاد اور افغانستان میں فاقہ زدہ عوام پر خرچ کی جائے۔ فلکیات کو علوم وحی اور ان پر صحیح و مکمل عمل کی طرف توجہ بڑھانے کا ذریعہ بنائیں، بارش جیسی نعمتوں اور تصرفات قدرت سے محبوب حقیقی کی معرفت، محبت واطاعت کے اسباق حاصل کیا کریں۔ علمے کہ بحق رہ نہ نماید جہل است ؎

علم نبود الا علم عاشقی
مابقی تلبیس ابلیس شقی

جان جملہ علمہا این است و این
کہ بدانی من کیم در یوم دین

ایہا القوم الذی فی المدرسہ
کل ما حصلتموہ دسوسہ

صد ہزاران فضل دارد از علوم
جان خود را می نداند این ظلوم

خواجہ پندارد کہ دارد حاصلے
حاصل خواجہ بجز پندار نیست

آج کے مسلمان بلکہ مولوی کے دل میں بھی نصوص شرعیہ وقضیات عقلیہ سے خواب کی زیادہ اہمیت ہے، اس لئے جب کوئی شرع وعقل کے فیصلوں سے غافل ہو جاتا ہے تو بسا اوقات اسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بذریعہ خواب تنبیہ فرماتے ہیں، اللہ کرے کہ اس خواب سے تنبیہ ہو جائے۔ واللہ المستعان ولا حول ولا قوۃ الا بہ۔

⑥١ کثرت کشف قلّت عقل کی علامت:

لوگ کشف کو بہت اہمیت دیتے ہیں حالانکہ کشف تو اکثر حمقاء اور اغبیاء کو ہوتا ہے، مجانین اور پاگلوں کو ہوتا ہے، مگر زمانے کی ہر چیز الٹی ہوگئی جو کام اغبیاء کا ہے اسے معیار ولایت سمجھا جانے لگا حالانکہ وہ اس کا معیار ہے کہ اس کی عقل کامل نہیں، تھرمامیٹر ہے عقل کامل نہ ہونے کا لوگوں نے اسے ولایت کاملہ کا تھرمامیٹر بنالیا ہے (اس بارے میں وعظ "کشف کی حقیقت" دیکھیں)

⑥٢ پانچ چیزوں کی حفاظت:

فرمایا: پانچ چیزوں کی حفاظت اس ترتیب سے فرض ہے:

❶ ایمان ❷ جان ❸ نسب ❹ عزت ❺ مال۔

پہلا نمبر سب سے مقدم پھر دوسرا پھر تیسرا پھر چوتھا اور پھر سب سے آخری درجے میں مال مگر آج کے مسلمان نے مال کو ایمان سے بھی مقدم کر رکھا ہے۔

۶۳ سورۂ فاتحہ کے بعد آمین:

فرمایا کہ غیر نماز میں بوقت تلاوت سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہنا جائز نہیں کیونکہ آمین غیر قرآن ہے اسے قرآن کے ساتھ ملتبس ہرگز نہ کریں البتہ دل میں کہہ سکتے ہیں۔

۶۴ سنت کی چار قسمیں:

فرمایا: آج کل یہ مرض بہت زیادہ ہو گیا ہے کہ ہر ادب کو سنت کہہ دیتے ہیں یہ غلط ہے بلکہ سنت کی چار قسمیں ہیں:

1. سنت شرعیہ۔
2. سنت عادیہ۔
3. سنت طبیہ۔
4. سنت ضروریہ۔

سنت شرعیہ ہی اصل سنت اور قابل اتباع ہے جس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔

۶۵ فتاوی کا انداز تحریر:

فرمایا: فتاوی کی شان کے خلاف ہے کہ اس میں عامیانہ باتوں کا ذکر کیا جائے ٹھوس دلائل اور صرف فقہی طرز طریق پر مرتب ہونا چاہئے۔

(۶۶) سوتے میں منہ پر کپڑا ڈالنا:

فرمایا: سوتے میں منہ پر کپڑا ڈالنا مضر صحت ہے نیز کسی کی طرف منہ یا پشت کر کے سونا مناسب نہیں۔

(۶۷) ماہر فن کا قول معتبر ہے:

فرمایا: ہر شعبے میں ماہرین کے اقوال کا اعتبار ہوتا ہے جیسے فن طب وغیرہ اسی پر علماء کو قیاس کریں کہ احکام شرعیہ میں ہر عالم کا قول معتبر نہ ہوگا بلکہ اہل فن ہی کی بات معتبر ہوگی، اہل فن سے مراد مستند مفتیان کرام ہیں۔

(۶۸) مصلح کے ساتھ اللہ کا معاملہ:

فرمایا: جس سے اللہ تعالیٰ اصلاح کا کام لیتے ہیں اس پر مختلف احوال لاتے ہیں تاکہ زیر تربیت مسترشدین کی اصلاح میں معین ہوں۔ جس پر بیتی ہو وہ اس کیفیت اور حال کو زیادہ بہتر جانتا پہچانتا ہے۔

(۶۹) زیر تربیت افراد سے استغناء جائز نہیں:

فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

﴿نعم الرجل الفقیه فی الدین ان احتیج الیه نفع وان استغنی عنه اغنی نفسه﴾ (رواہ رزین)

”علم دین میں ایسا ماہر شخص بہت اچھا ہے کہ اگر اس کی طرف احتیاج ظاہر کی جائے تو وہ نفع پہنچائے اور اگر اس سے استغناء برتا جائے تو وہ اپنے نفس کو مستغنی رکھے۔“

اس سے مراد ان لوگوں سے استغناء ہے جو زیر تربیت نہ ہوں، زیر تربیت افراد سے استغناء جائز نہیں گناہ ہے، ان کے درپے رہے انہیں سدھارنا ضروری ہے مثلاً بیوی، اولاد، شاگرد اور مرید۔

﴿۷۰﴾ آخرت کی تجارت سے غفلت:

فرمایا: لوگ دو قسم کے ہیں ایک وہ جو تجارت کے لئے پیسا رکھتے ہیں مگر تجارت کا طریق کار نہیں جانتے۔ دوسرے وہ لوگ جن کے پاس پیسا تو نہیں ہوتا مگر دنیا کمانے کا طریقہ جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں طبقوں میں ارتباط پیدا فرما دیا ہے کہ ایک طبقہ سرمایہ کار ہے دوسرا محنت کار اور مزدور۔ کیا لوگ یہی کلیہ اور طریق کار آخرت کی تجارت کے لئے نہیں کر سکتے؟ تجارت آخرت کے ماہر علماء ہیں اور دنیا دار پیسے والے ہیں، آخرت کی تجارت کے سلسلے میں لوگ اندھے کیوں ہیں؟

﴿۷۱﴾ جہاد وسعت رزق:

فرمایا: مجاہدین کے رزق میں جہاد کی وجہ سے بہت وسعت ہو جاتی ہے اس کے بارے میں اسلاف کے بھی اور موجودہ لوگوں کے بھی بہت واقعات ہیں، جہاد سے رزق کے دروازے کھلتے ہیں۔

﴿۷۲﴾ لوگوں کی مثال:

فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ارشاد ربانی ہے کہ لوگوں کی مثال اونٹوں جیسی ہے کہ سو اونٹوں میں سے ایک بھی سواری کے قابل مشکل سے ملتا ہے۔ یہی حالت لوگوں کی ہے کہ کام کا آدمی بہت کم ملتا ہے، ہزاروں سے شاید ایک ہو۔

﴿۷۳﴾ چائے کے نقصان:

چائے کے نقصان یہ ہیں:

① بے خوابی: چائے سے نیند اڑ جاتی ہے۔

② چڑچڑاپن: چائے سے چڑچڑاپن پیدا ہوتا ہے، دنیا میں دیکھیں لوگ ذرا ذرا سی بات پر کیسے لڑتے ہیں۔ یہاں دارالافتاء میں ایک مقدمہ پیش ہوا کہ شوہر کمرے میں آیا تو دروازہ ذرا زور سے بند کر دیا بیوی چلائی تجھ سے دروازہ آہستہ بند نہیں کیا جاتا تو شوہر کہتا ہے کہ اچھا یہ بات ہے اب دیکھ پھر دروازے کو پکڑ کر بہت زور سے مارا اور پوچھا اب مزا آیا؟ صبح صبح دونوں نے چائے پی لی ہوگی اس لئے دونوں چڑچڑے ہو رہے تھے، بالآخر نوبت طلاق تک پہنچنے لگی تھی اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی کہ انہیں دارالافتاء بھیج دیا تو انہیں کچھ سکون ملا بچ گئے طلاق سے ورنہ دروازہ بند کرنے پر گھر برباد ہو جاتا۔

ایسے ہی ایک قصہ مشہور ہے کہ کسی کو اپنی بیوی پر غصہ آرہا تھا بیوی کی پٹائی لگانا چاہتا تھا ایسے ہی چڑچڑاپن، اور کوئی بات مل نہیں رہی تھی اس کی بیوی آٹا گوندھ رہی تھی تو اسے مارنا شروع کر دیا کہ ہلتی کیوں ہے، آٹا گوندھنے میں تو ہلنا پڑتا ہے اس نے اسی پر بیوی کی ٹھکائی لگادی۔ یہ ہیں چائے کے کرشمے، چائے کا ابا کوفی، کوفی کا ابا قہوہ۔
ہائے چائے کی پیالی پی لی تو پھر کچھ نہ پوچھئے۔

③ قبض: چائے قبض کرتی ہے اور پیٹ کی سب بیماریاں قبض سے ہوتی ہے۔

④ کسل: یعنی سستی، آپ لوگ کہیں گے کہ چائے پی کر تو چست ہو جاتے ہیں۔ یہ چستی وقتی ہوتی ہے جیسے تھکے گھوڑے کو چابک لگا دیا جائے تو دو قدم چل کر پھر رک جائے گا اسی طرح چائے بھی وقتی طور پر چست کرتی ہے بعد میں سستی پیدا کرتی ہے مکمل

طور پر مردہ بنا دیتی ہے۔

⑤ کثرت بول: ہر وقت پیشاب کرتے رہو۔

⑥ ضعف گردہ: گردوں کو کمزور کرتی ہے۔

⑦ ضعف مثانہ۔

⑧ احتلام۔

⑨ سرعت انزال۔

⑩ جریان: سمجھتے ہی ہوں گے ورنہ چائے نہ چھوڑی تو سمجھ جائیں گے۔

⑪ ضعف باہ۔

⑫ کثرت حیض۔

⑬ ضعف اعصاب: اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے جسم پر لرزہ طاری رہتا ہے کانپتا رہتا ہے۔ بعض لوگ اپنے حالات بتاتے ہیں کہ شادی کے موقع پر بیوی کے تصور سے ہی لرزہ طاری ہو گیا۔

⑭ ہذیان: جنون کی دو قسمیں ہوتی ہیں، بعض پاگل تو خاموش رہتے ہیں اور بعض پاگل بکتے رہتے ہیں۔ بکنے والے پاگل پن کو ہذیان کہتے ہیں۔ چائے ایسا پاگل بناتی ہے کہ انسان آرام سے نہیں بیٹھتا کچھ نہ کچھ بولتا ہی رہتا ہے۔

⑮ تشنج۔

⑯ ضغط الدم قوی: ہائی بلڈ پریشر، جب کوئی بات بات پر لڑتا ہے اور مرنے مارنے پر تل جاتا ہے تو کہتے ہیں اسے ہائی بلڈ پریشر ہو گیا ہے، یہ سارے چائے کے کرشمے ہیں۔

⑰ خفقان: چائے سے خفقان ہوتا ہے، دل دھڑ دھڑ کرتا ہے، کانپتا ہے اور ہر چیز سے ڈرتا رہتا ہے کہتا ہے ادھر سے جن آگیا ادھر سے جن آگیا، ہمارے گھر میں آدھی رات کو جن آجاتے ہیں اور یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں۔

⑱ غشی۔

⑲ بواسیر۔

⑳ بھوک بند ہو جانا۔

㉑ معدے کی تیزابیت۔

㉒ زبان، حلق اور پھیپھڑوں میں کینسر۔

㉓ السر۔

㉔ جسم میں ناقابل برداشت درد۔

㉕ دانتوں میں شدید درد۔

㉖ شدید ماہواری قولنج: جو عورتیں چائے کی عادی ہوتی ہے ان میں سے بعض کو حیض کے ایام میں پیٹ میں سخت درد محسوس ہوتا ہے۔

㉗ رقت منی: منی پتلی ہو جاتی ہے جس کے نقصان ہر ذی شعور جانتا ہے۔

㉘ کھانسی۔

㉙ پریشان خیالات۔

㉚ نزلہ وزکام۔

㉛ اور ایک بات جو کسی کتاب میں تو نظر نہیں آئی لیکن مجھ پر گزری ہے۔ ایک بوڑھے نے دو تین روز مجھے چائے پلادی، اس کی توہڈیوں میں رچی ہوئی تھی، آہستہ آہستہ زہر کا عادی ہوا تھا مجھے اچانک پلادی دو تین دن تک، اس وقت میری عمر تقریباً چوبیس پچیس سال ہوگی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ پیشاب کی نالی میں ورم اور جلن، بہت درد سے پیشاب آنے لگا، پیشاب کی بندش بھی جلن اور سوزش بھی بہت سخت تکلیف اور رنگ ایسا سرخ یوں معلوم ہوتا تھا کہ خون آرہا ہے، یہ قصہ تو میرے ساتھ کیا ایک بوڑھے نے دو تین روز چائے پلا کر۔ اس کے بعد دو تین روز دہی کی لسی پی تو اللہ تعالیٰ نے خیریت عطاء فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اس بوڑھے کی مغفرت فرمائیں۔

(۴۷) خدام دین اپنا محاسبہ کرتے رہیں:

دنیا میں کسی کے دینی مقام کا چرچا ہونے لگے تو اسے بہت ہوشیار رہنا چاہئے اپنے باطن کا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے اس سے ہرگز غافل نہ ہو کہیں نفس و شیطان دل میں عجب و کبر پیدا کر کے جہنّم میں نہ پھینک دیں۔ یہ دعاء کرتے رہیں:

﴿رب لا تخزنی یوم یبعثون﴾

"اے میرے رب مجھے بروز حشر رسوا نہ کیجئے۔"

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء ہے جو قرآن مجید میں ان الفاظ سے ہے:

﴿ولا تخزنی یوم یبعثون○﴾ (۲۶-۸۷)

اپنے لئے یوم حشر کی رسوائی سے بچنے کی اس دعاء کا معمول بنائیں، روز حشر کی رسوائیوں میں سے ایک رسوائی یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ جن لوگوں سے اللہ تعالیٰ دین کا کوئی کام لے رہے ہوں، دوسروں کے مقتدا ہوں، لوگ ان کے معتقد ہوں، ہاتھ چومتے ہوں، بہت بڑا ولی اللہ سمجھتے ہوں، ان لوگوں کے لئے روز حشر میں ایک بہت بڑی رسوائی یہ بھی ہے کہ ان کے معتقدین و مریدین تو جا رہے ہوں جنت میں اور انہیں لے جایا جا رہا ہو جہنّم میں، کتنی بڑی رسوائی ہے، جہنّم میں جانے کی رسوائی کے علاوہ یہ رسوائی الگ کہ جو لوگ دنیا میں ان کے مرید تھے دور دور سے ہدایت کے لئے ان کے پاس آیا کرتے تھے مسائل اور دین سیکھتے تھے، خط و کتابت کے ذریعے بھی استفادہ کا سلسلہ رکھتے تھے وہ تو جا رہے ہوں جنت میں اور یہ پیر صاحب جہنّم میں الٹے لٹکائے ہوئے ہوں، اس دعاء کے وقت اس حالت کو سوچتے رہنا چاہئے۔ میں جب اس صورت حال کو سوچتا ہوں تو وہ مثال سامنے آجاتی ہے جسے مولانا رومی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ: "پہلے زمانے میں طوطے کے شکار کرنے کا یہ طریقہ تھا کہ کسی نلکی کو دھاگے وغیرہ میں پرو کر کسی درخت سے لٹکا دیتے تھے، طوطا جب اس پر آکر

بیٹھتا تو وہ نلکی گھوم جاتی اور وہ طوطا الٹا ہو جاتا، سر نیچے پاؤں اوپر، شکاری اسے غفلت میں پا کر پکڑ لیتا'' یہ صورت سامنے آجاتی ہے کہ اگر خدانخواستہ ہماری یہ عبادت قبول نہیں، اخلاص نہیں، ریاء و نمود ہے تو قیامت کے دن کیا حال ہوگا، مریدین و معتقدین دیکھ رہے ہوں گے کہ یہ پیر صاحب تو الٹے لٹکائے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ سب کے حال پر رحم فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے رہنا چاہئے اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔ (اس موقع پر حضرت اقدس نے چور، چوہے اور امانت میں خیانت کی بہت عبرت آموز مثالیں بیان فرمائیں جن کی تفصیل جواہر الرشید جلد ۴ جوہرہ نمبر ۹۳ میں لکھی جاچکی ہے وہاں دیکھیں۔ جامع)

ظاہری شہرت اور لوگوں کی واہ واہ انسان کو تباہ کر دیتی ہے اپنے اندر کا محاسبہ کر کے سوچئے کہ کتنے پانی میں ہوں ؎

چو بانگ دھل ہولم از دور بود
بعیبہ درم عیب مستور بود

ڈھول کی طرح شہرت کا ڈنکا دور دور پٹ رہا ہے لیکن اندر سے خالی۔ یہ بہت ہی عجیب بات ہے کہ انسان اپنی ہر چیز کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے لیکن اپنے بارے میں اپنے علم پر غیر کے علم کو ترجیح دینے لگتا ہے، اسے اپنے عیوب خوب معلوم ہیں:

﴿بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ۝﴾

(۷۵ – ۱۴، ۱۵)

اس سلسلے میں انسان عجیب واقع ہوا ہے اپنے عیوب کا علم رکھتے ہوئے اپنے کمالات جب دوسروں سے سنتا ہے تو اپنے علم سے اعراض کر کے دوسروں کے علم پر اعتماد کر لیتا ہے۔ ایک شخص نے دلال سے اپنا گھوڑا بیچنے کو کہا، دلال نے خریدار کے سامنے گھوڑے کی تعریف شروع کی تو مالک کہنے لگا کہ یہ گھوڑا ایسا اچھا ہے تو رہنے

دیجئے، میں نہیں بیچوں گا۔

ایک نائن اپنے ججمان کے گھر گئی، اس کی بیوی نے نتھ دھونے کے لئے اتاری ہوئی تھی۔ نائن سمجھی کہ یہ بیوہ ہوگئی ہے، جا کر نائی کو بتایا، ججمان کہیں دور دوسرے شہر گیا ہوا تھا، نائی وہاں پہنچا اور ججمان کو خبر دی کہ آپ کی بیوی بیوہ ہوگئی ہے۔ وہ رونے لگا لوگوں نے وجہ دریافت کی تو کہنے لگا کہ میری بیوی بیوہ ہوگئی ہے۔ لوگ آ آ کر تعزیت کرنے لگے، کسی عقلمند کا ادھر سے گزر ہوا تو اس نے کہا کہ آپ زندہ بیٹھے ہوئے ہیں تو آپ کی بیوی کیسے بیوہ ہوگئی؟ یہ بات عقل میں تو نہیں آرہی۔ ججمان نے جواب دیا کہ عقل میں تو میری بھی نہیں آرہی مگر ہمارا نائی بہت معتبر ہے کبھی غلط بات نہیں کہہ سکتا۔ سو احمق شخص کا حال یہی ہوتا ہے، اپنی حالت بخوبی جانتا ہے پھر بھی تعریف کرنے والوں کی باتوں پر اعتماد کر کے خود کو باکمال سمجھنے لگتا ہے، اللہ تعالیٰ عقل عطاء فرمائیں۔ یہ جو چند قصے بتائے ہیں انہیں سوچا کریں اور ان دعاؤں کا معمول بنائیں:

❶ وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

❷ لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ۔

❸ یا حی یا قیوم برحمتک استغیث اصلح لی شانی کلہ ولا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین۔

۷۵ علمی کام کے وقت کی دعائیں:

جب بھی کسی علمی کام میں مشغول ہوں تو خوب انابت و توجہ سے یہ دعائیں مانگا کریں:

❶ سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ (۲-۳۲)

❷ وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب۔ (۱۱-۸۸)

❸ لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ۔

۴ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۝۔(۲-۱۲۷)

۷۶ پانچ چیزوں سے پہلے پانچ کو غنیمت سمجھو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿اغتنم خمسا قبل خمس شبابک قبل ھرمک وصحتک قبل سقمک وغناک قبل فقرک وفراغک قبل شغلک وحیاتک قبل موتک﴾ (ترمذی)

"پانچ چیزوں سے پہلے پانچ کو غنیمت سمجھو بڑھاپے سے پہلے جوانی کو اور بیماری سے پہلے صحت کو اور تنگدستی سے پہلے غنا کو اور مشغولیت سے پہلے فراغت کو اور موت سے پہلے حیات کو۔"

یعنی ان پانچ چیزوں کو غنیمت سمجھیں اور زیادہ سے زیادہ آخرت بنانے کی فکر کریں۔ اس کے علاوہ اس کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ جب انسان حسب استطاعت کوشش کرتا رہتا ہے کوتاہی نہیں کرتا اور پھر اسے کوئی عذر پیش آجائے جس کی وجہ سے عبادت کی کمیت اور کیفیت پہلے جیسی نہ رہ سکے تو بھی اس کے اجر میں کمی نہ ہوگی مثلاً جوانی میں جتنی عبادت کیا کرتا تھا بڑھاپے میں اتنی نہیں کرپاتا تو بھی اسے اجر ملتا رہے گا جو کرلیا اس کا اجر تو ملے گا ہی اور بعد میں جب نہ کرسکے تو اس حالت میں بھی اجر ملتا رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

۷۷ حقوق العباد کی اہمیت:

انسان کو ایسی معاشرت اختیار کرنی چاہیۓ جس سے حقوق العباد کا ضیاع نہ ہو مثلاً کمرے میں کوئی بیمار ہو یا سو رہا ہو تو ایسا کوئی کام نہ کیا جائے جس سے اس کے آرام

میں خلل واقع ہو، بعض لوگ موقع بے موقع چلا چلا کر بولتے رہتے ہیں، بلاوجہ زور زور سے بولنا نہایت قبیح ہے۔

﴿۷۸﴾ گدھے سے بدتر انسان:

بعض لوگ ایسے بدطینت اور خبیث ہوتے ہیں کہ اپنے محسنین کی مخالفت کرتے ہیں، بھلائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں، بالخصوص والدین، اساتذہ اور مشائخ کے ساتھ ایسی حرکتیں اور خباثتیں کرنا بہت بڑی شقاوت اور بدبختی ہے، جس سے دین سیکھتے ہیں اور جس کے ذریعے ان کی اصلاح ہوتی ہے اسی کا دل دکھاتے ہیں، ایسے بدبخت لوگوں کے حالات دیکھ کر مجھے ایک گدھے کا قصہ یاد آجاتا ہے، میرے بچپن میں حضرت والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے مواشی کے لئے اپنی زمین سے گھاس کاٹ کرلانے کے لئے نوکر کو ایک گدھا لے دیا تھا۔ ایک بار میں نے گدھے کو بہت پژمردہ کان دبائے دیکھا میں نے قریب جا کر مزاج پرسی کی تو معلوم ہوا کہ نوکر نے اس پر بہت ظلم کیا ہے، ظالم نے خاردار لگام سے اس کی باچھیں چیر دی ہیں۔ مجھے اس پر بہت رحم آیا، خیال آیا کہ شاید نوکر نے اسے پانی بھی نہیں پلایا ہوگا تو میں اس پر سوار ہو کر اسے پانی کے تالاب کی طرف لے جانے لگا، گدھے پر ترحم اور نوکر پر تأسف کے خیالات میں ہمہ تن مشغول اور گدھے کے عجز وانکسار، اعتماد وانقیاد، اطلاع واتباع پر مکمل اعتماد، لیکن اس مکار نے مجھے غافل پا کر گرادیا گویا پچھلی کی کرائی کا بدلہ لیا، دولتی ماری اور زبردست جھٹکے کے ساتھ توپ کو آسمان کی طرف اٹھا دیا اور مجھے گرانے میں کامیاب ہو گیا جب کہ مجھے کوئی مست سے مست گھوڑا بھی کبھی نہیں گرا سکا مگر اس مکار گدھے نے گرادیا اس لئے کہ میں نے اس کی شرافت وانقیاد پر اعتماد کر لیا تھا، اس نے ایک لمحے میں میرے ترحم واحسانات اور اعتماد کو خاک میں ملا دیا۔

یہ بدبخت لوگ اس شریر احسان فراموش گدھے سے کم نہیں بلکہ دو ہاتھ آگے ہی

ہیں اس لئے کہ یہ اپنے محسن کو اس گدھے سے زیادہ ایذائیں پہنچاتے ہیں دوسرے یہ کہ وہ تو گدھا ٹھہرا اور یہ انسان ہو کر اس شریر گدھے سے بدرجہا بدتر۔

⑦⑨ زاہد کے معنی:

زاہد یا تارک دنیا کے معنی یہ ہیں کہ دنیا کا ہر وہ نفع چھوڑ دے جس سے آخرت کا نقصان ہوتا ہے۔ ہر وہ دنیا جس سے آخرت کا نقصان ہو وہ دنیا ملعون ہے اس سے جو شخص بچتا ہے وہ تارک دنیا ہے، اس طرح بچتے ہوئے خواہ وہ پوری دنیا کا بادشاہ بن جائے، ہزاروں دنیا اس کے قبضے میں آجائیں، تخت سلیمانی مل جائے، سلیمان علیہ السلام جیسی بادشاہت مل جائے تو بھی وہ تارک دنیا ہے۔

⑧⓪ مؤمن دوسرے مؤمن کے لئے آئینہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

﴿المؤمن مراٰۃ المؤمن﴾ (رواہ البخاری فی الادب المفرد وابوداؤد والترمذی)

"ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لئے آئینہ ہے۔"

اس حدیث کے تین مطلب ہو سکتے ہیں:

① مؤمن کامل کے احوال دیکھ کر اپنی حالت سنوارنے اور اس کے مطابق بنانے کی کوشش کیجئے۔

② کسی کا عیب دیکھ کر اسے حقیر سمجھنے کی بجائے اپنے عیوب کے تجسس اور ان کی اصلاح کی فکر کیجئے۔

③ جس طرح آئینہ دیکھنے والے کو آئینہ اس کے عیوب دکھاتا ہے، اسی طرح مؤمن اپنے مؤمن بھائی کی اصلاح کے لئے اس کے عیوب اسے بتاتا ہے، یہی تفسیر زیادہ بہتر

ہے۔

آئینے سے تشبیہ دینے میں پانچ ہدایات ہیں:

❶ عیب بتانے والے کو ہدایت ہے کہ ایسے خلوص، محبت اور نرمی سے کہے کہ سننے والے کو ناگوار نہ ہو، جس طرح آئینہ ایسے دوستانہ انداز سے عیب ظاہر کرتا ہے کہ دیکھنے والے کو ناگواری نہیں ہوتی۔

❷ سننے والے کو ہدایت دی گئی ہے کہ جس طرح آئینے میں اپنا عیب دیکھنے والے کو آئینے پر غصہ نہیں آتا بلکہ اسے نعمت سمجھ کر فوراً اپنے عیب کی اصلاح کر لیتا ہے، اسی طرح عیب بتانے والے پر ناراض ہونے کی بجائے اسے اپنا دوست و محسن سمجھ کر اس کا شکریہ اداء کرنا چاہئے اور فوراً ازالۂ عیب کر کے اپنی اصلاح اور اس کی ہمت افزائی کرنی چاہئے۔

❸ جس طرح آئینہ صرف دیکھنے والے کو اس کے عیوب دکھاتا ہے، دوسروں کو نہیں، اسی طرح کسی بھائی میں کوئی عیب نظر آئے تو صرف اسی کو خفیۃً بتانا چاہئے، کسی کے سامنے بتانا یا کسی دوسرے کو بتانا جائز نہیں، اس لئے کہ اول میں اس کی توہین و فضیحت ہے اور دوسرے میں توہین کے علاوہ غیبت کا عذاب بھی۔

❹ جس طرح آئینے میں دیکھے بغیر اپنے ظاہری عیوب نظر نہیں آتے، اسی طرح اپنے باطنی عیوب خود کو نظر نہیں آتے، اس لئے ایک دوسرے سے گفت و شنید کے ذریعے اصلاح کا سلسلہ رکھنا ضروری ہے۔

❺ جس طرح آئینے کے ذریعے اپنے عیوب کی اصلاح کے لئے خود آئینے کی طرف متوجہ ہونا پڑتا ہے، یہ نہیں سوچا جاتا کہ آئینہ از خود بتائے گا، اسی طرح اس انتظار میں رہنا صحیح نہیں کہ کوئی از خود میرے عیب مجھے بتائے گا بلکہ دوسروں سے اپنے عیوب خود معلوم کرنے کی کوشش میں لگے رہنا چاہئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

﴿رحم اللّٰہ امرأ اھدی الی بعیوب نفسی﴾ (مرقاۃ)

”اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو میرے عیوب مجھے بتائے۔“

(۸۱) بیوٹی پارلر سے میک اپ کروانا:

عورتوں کا بیوٹی پارلر میں جا کر میک اپ کروانا جائز نہیں۔ اس میں یہ فسادات ہیں:

1. کسی جائز کام کے لئے بھی عورت کا گھر سے بلاضرورت نکلنا جائز نہیں جب کہ یہ تو کام ہی ناجائز ہے۔
2. وہاں بے دین عورتوں کی صحبت کا اثر۔
3. بے دین لوگوں سے مشابہت۔
4. صورت اصلیہ چھپانے کا فریب۔

(۸۲) میٹھی نیند کا نسخہ:

دیکھا گیا ہے کہ جب کسی کو نیند نہیں آتی تو وہ خواب آور گولیاں کھانا شروع کر دیتا ہے، اس لئے ایک نسخہ بتاتا ہوں وہ یہ کہ خواب آور گولیاں کھانے کی بجائے لیٹ کر اللہ کی محبت کو سوچا کریں، بستر پر لیٹ جائیں اور سوچیں کہ میں جنت میں بہت عمدہ گھاس کی دبیز تہ پر لیٹا ہوا ہوں جس میں سے مشک کی خوشبو آرہی ہے میرے چاروں طرف حور و قصور ہیں اور سب سے بڑھ کر مزا یہ ہے کہ میرے محبوب نے مجھے آرام سے لٹا رکھا ہے اور مجھے دیکھ رہا ہے اسی طرح سوچتے سوچتے اللہ کی محبت میں کھو جائیں تو اس سے بہتر کوئی خواب آور گولی ہو ہی نہیں سکتی، لذت محبوب میں نیند آگئی تو کیا کہنے اور اگر نیند نہ آئی تو مزے ہی لیتے رہیں کیونکہ سونے سے اعصاب میں وہ تسکین پیدا ہو ہی نہیں سکتی جو اللہ اور اس کی محبت کے تصور سے پیدا ہوتی ہے۔ سونے سے مقصد تو

سکون پیدا کرنا ہے اور وہ جب تک اللہ کی محبت نہ ہو پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔

۸۳ ناشکری کا وبال:

دنیا میں مختلف مواقع پر بہت سے غلط دستور رواج پا گئے ہیں شادی، ولادت اور موت کے مواقع میں لوگ زیادہ غلطیاں کرتے ہیں حالانکہ یہ تین مواقع ایسے ہیں کہ ان میں زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اللہ کے قانون کے مطابق عمل کرنا چاہئے اس لئے کہ پہلی دو چیزیں یعنی شادی اور ولادت یہ تو بہت ہی بڑی نعمتیں ہیں، نعمت ملنے سے منعم اور محسن کی طرف دل خود بخود کھنچتا ہے۔ دنیا میں تجربہ ہے کہ کوئی کسی پر احسان کرے تو اس کی محبت دل میں پیدا کرنے کے لئے اس کی اطاعت کے لئے انسان کو کچھ توجہ نہیں کرنی پڑتی اور دل کو کھینچ کر نہیں لانا پڑتا بلکہ دل خود بخود کھنچتا ہے اور بار بار شکریہ شکریہ کہتے ہیں، اور اللہ کے بندے کہتے ہیں: جزاک اللہ، جزاک اللہ، جزاک اللہ، حالانکہ دنیا میں کسی نے احسان کیا تو اس کا کوئی کمال نہیں وہ خود مخلوق ہے اسے بھی اللہ نے پیدا کیا ہے، اسے جو نعمتیں دیں وہ بھی اللہ تعالیٰ نے دیں کسی پر احسان کرنے کے لئے دل میں جو داعیہ ڈالا جذبہ ڈالا تو وہ بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے، سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے یہ دینے والا کسی پر احسان کرنے والا یہ تو پیالہ ہے پیالہ، درحقیقت دینے والا تو اللہ ہے یہ تو ایک ذریعہ بنتا ہے۔ دنیا میں کوئی کسی پر احسان کرتا ہے تو اس کا اپنا فائدہ ضرور ہوتا ہے لازماً ہوتا ہے اس لئے رحمٰن، صرف اللہ کو کہہ سکتے ہیں کسی غیر کو نہیں کہہ سکتے، رحمٰن کے معنی ہیں، "بہت زیادہ رحم کرنے والا" اللہ کسی غرض کے بغیر اپنی مخلوق پر احسان کرتا ہے اور دوسرا جو بھی کسی پر احسان کرتا ہے تو اس میں اس کا اپنا فائدہ لازماً ہوتا ہے، مثال کے طور پر:

❶ کوئی اس لئے احسان کرے گا کہ جس پر احسان کیا ہے کبھی وہ بھی میرے کام آئے

گا، لوگوں کے خیال میں یہ بات ہوتی ہے۔

❷ کوئی اس لئے احسان کرے گا کہ جب لوگ دیکھیں گے کہ یہ دوسروں پر بہت احسانات کرتا ہے تو اس کی عزت کریں گے کہ یہ بہت اچھا ہے، لوگوں میں نام ہو گا۔

❸ کسی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جب لوگوں میں نام ہو گا عزت ہوگی تو لوگ اس پر احسان کریں گے اس سے اچھا سلوک کریں گے اس طرح دنیا میں رہن سہن میں آسانیاں ہو جائیں گی۔

❹ زیادہ سے زیادہ خوش نیت وہ ہو گا جو کہ صرف اللہ کے لئے احسان کرتا ہے:

﴿انما نطعمکم لوجہ للّٰہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا۝﴾

(۷۶-۹)

جن پر احسان کیا ان سے کہتے ہیں کہ ہم آپ لوگوں سے اس کا بدلہ نہیں چاہتے اور نہ ہی یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارا کوئی شکریہ اداء کریں، نہ خدمت سے نہ محبت سے نہ مال سے نہ اطاعت سے، کچھ نہیں چاہتے صرف اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔ اگر کسی میں اتنا اخلاص ہو کہ صرف اللہ کے لئے کرتا ہے تو وہ بھی اپنے فائدے کے لئے کر رہا ہے اس لئے کہ سب سے بڑا فائدہ تو یہی ہے کہ اللہ راضی ہو جائے اس سے بڑا فائدہ کیا ہو گا یہ تو سب سے زیادہ ہوشیار ہے، اللہ راضی ہو جائے اس سے بڑا ہوشیار اور عقلمند تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا مالک اپنا ہو جائے تو ساری دنیا تو مالک کی ہے۔

❺ اور اگر کوئی اس سے بھی غافل ہے آخرت کی طرف توجہ نہیں کوئی کافر ہے یا فاسق ہے، دنیا میں بھی کسی سے کوئی شاباش یا کوئی بدلہ نہیں چاہتا تو کم سے کم اتنا فائدہ وہ اپنا ضرور چاہے گا کہ اس کے دل میں جو جذبہ پیدا ہوا اسے تسکین مل جائے، دل میں ایک حرکت پیدا ہوئی جذبہ پیدا ہوا کہ مجھے ایسا کرنا چاہئے اس طرح کسی پر احسان کر کے سکون واطمینان حاصل کیا تو بھی اس میں اس کا اپنا فائدہ ہے کیونکہ یہ اپنے جذبے کی تسکین چاہتا ہے۔

صرف اللہ ہی ایسا ہے کہ کسی پر احسان کرتا ہے تو اس کا کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں اس لئے رحمٰن صرف وہی ہے پھر اس کی اطاعت کیوں نہ کی جائے؟ جب بھی کوئی نعمت ملے تو دل خود بخود اس کی طرف کھنچنا چاہیئے۔ جب کوئی شادی ہو یا ولادت ہو اس موقع پر تو انسان کو چاہیئے کہ اپنے منعم، محسن، معبود، محبوب حقیقی اللہ تعالیٰ کے حکم پر قربان ہو جائے قربان، محبت کو جوش آنے لگیں۔ اسی طرح موت کا موقع بھی ایسا ہے کہ اس میں عبرت ہے کہاں جا رہے ہیں کس کے قبضے میں ہیں، ہماری جان کیسے نکلے گی، اس موقع پر اپنی موت خود بخود یاد آنی چاہیئے۔

ان تین مواقع پر تو اللہ کے ایک ایک حکم کی اطاعت اور یہ فکر ہونی چاہیئے کہ اللہ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ ہو مگر آج کا مسلمان کہلاتا تو ہے اللہ کا بندہ مگر یہ اللہ کا بندہ بنتا نہیں انہی تین مواقع پر گناہ زیادہ کرتا ہے جن تین مواقع پر مجسمہ اطاعت بننا ضروری تھا، عقل و شرع دونوں کا تقاضا یہی ہے مگر یہ انہی تین مواقع پر گناہ زیادہ کرتا ہے خوب دل کھول کر کرتا ہے تو جیسے یہ اللہ کا مذاق اڑاتا ہے اللہ اس کا مذاق اڑاتا ہے، اللہ اس کے ساتھ یہ معاملہ کرتا ہے کہ شیطان کے بندے! جیسے تیرا یہ خیال ہے نا کہ میں رحمٰن کی نعمتیں استعمال کر کر کے رحمٰن کی نافرمانی کرتا ہوں دیکھئے پھر بھی رحمٰن میری ٹانگ نہیں توڑ سکتا تو چلو میں تیرے ساتھ دھوکا کرتا ہوں تیری ٹانگ ابھی نہیں توڑتا خوب خوشیوں میں رنگ رلیوں میں مست رہ ابھی کچھ نہیں کہتا ایسے ظاہر کرتا ہوں کہ جیسے تیرا اللہ "شیطان" غالب ہے اور تو بھی غالب ہے، تیرے گمان کے مطابق ابھی کچھ نہیں کرتا ٹھیک رہو خوش رہو اس طرح وہ لوگ اللہ کا مذاق اڑاتے ہیں اور اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے کہ کر لو جو کرنا ہے: مکروا و مکر اللّٰہ۔ یہ اللہ کا قانون ہے جو لوگ اللہ کا مذاق اڑاتے ہیں اللہ انہیں کچھ مدت کے لئے کچھ ڈھیل دے دیتا ہے پھر وہ ولادت جس پر اللہ کی نافرمانی کی وہ اولاد ذرا تھوڑی سی بڑی تو ہونے دو پھر دیکھو کیسے سر میں جوتے لگاتی ہے اور جب جوتے لگاتی ہے نا اولاد تو پھر مجھے ٹیلیفون کرتا ہے کہ اولاد

سدھرتی نہیں ایسے کرتی ہے ایسے کرتی ہے بڑی نافرمان ہے۔ شادی کے موقع پر اللہ کی نافرمانی کی تو اس وقت تو اللہ تعالیٰ اسے ڈھیل دے دیتے ہیں کہ خوب مزے لے لو پھر دیکھو کیا بناتا ہوں، چند ہی دنوں کے بعد بیوی جب چلاتی ہے کرچھلی تو پھر دونوں خاندانوں کی آپس میں لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں، صرف میاں بیوی کی لڑائی نہیں ہوتی بلکہ شوہر اور بیوی کے خاندانوں کی لڑائیاں ہو جاتی ہیں، ایک دوسرے پر الزامات اور اعتراضات کی یلغار ہوتی ہے، پورے کے پورے خاندان پریشان، ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی نعمت کی ناشکری کی جس کا وبال یہ پڑا کہ سکون سے محروم ہو گئے۔

⑧۴ دواؤں کے نقصان:

بلا ضرورت یا بکثرت دوائیں کھانے کے یہ نقصان ہیں:

❶ اللہ تعالیٰ نے دوائیں امراض کے لئے پیدا فرمائی ہیں تو جسے کوئی مرض ہے ہی نہیں وہ دوائیں کیوں کھائے، ایک نقصان تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کر رہا ہے دکھا رہا ہے کہ میں بیمار ہوں مرض کوئی ہے نہیں ایسے ہی دواء کھا رہا ہے، اللہ تعالیٰ کو بھی دکھا رہا ہے کہ تو نے تو مجھے تندرست رکھا ہوا ہے مگر میں پھر بھی دوائیں کھا رہا ہوں اس پر اگر اللہ تعالیٰ کو آجائے غیرت کہ بڑا نالائق ہے میں نے اسے تندرست رکھا ہوا ہے اور یہ دکھا رہا ہے کہ بیمار ہے، اگر واقعۃً بیمار کر دیں تو کیا بنے گا؟

یہاں دفتر میں ایک مولوی صاحب کو کوئی تکلیف تھی انہوں نے دواؤں کی شیشیاں سامنے کی کھڑکی میں قطار لگا کر رکھی ہوئی تھیں میری نظر پڑی تو میں نے ان سے کہا کہ اللہ کے بندے! ان دواؤں کو کہیں چھپا کر رکھو اور یہاں سامنے پرفیوم کی بوتلیں رکھو، بہتر ہے بہتر پرفیوم کی بوتلیں خواہ وہ خالی ہی کیوں نہ ہوں مگر دیکھنے میں پتا تو چلے کہ یہ نعمت ہے نعمت کی چیزیں سامنے رکھیں، دوائیں رکھ کر لوگوں کو یہ نہ

دکھائیں کہ آپ بیمار ہیں۔ سیدھا لیٹنے کی کراہت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سیدھے تو بیمار لیٹتے ہیں، ہسپتالوں میں دیکھیں مریضوں کو ایک دم کھینچ کر سیدھا لٹایا ہوا ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے صحت عطاء فرمائی ہے تو بیماروں کی طرح کیوں لیٹتے ہیں۔ دوائیں زیادہ کھانے سے ایک نقصان تو یہ کہ اللہ نے بیماری سے بچایا ہوا ہے آپ دواء کھا کھا کر خود کو بیمار ظاہر کر رہے ہیں نعمت کی ناشکری کر رہے ہیں۔

۲ دوسری بات یہ کہ دواء میں دو تأثیریں ہوتی ہیں سیدھی بھی الٹی بھی، کوئی دواء ایسی نہیں جس میں صرف صحت اور شفاء ہی ہو نقصان نہ ہو ہر دواء میں دو تأثیریں ہیں۔ ہومیوپیتھک طریق علاج کی تو بناء ہی اسی پر ہے کہ ہر دواء میں نقصان کا پہلو ہے ہومیوپیتھک ڈاکٹر علاج بالمثل کرتے ہیں، جو بیماری ہو گی اسی بیماری کو بڑھانے والی دواء دیتے ہیں، لوہے کو لوہا کاٹتا ہے ایسے ہی زہر کو زہر کاٹتا ہے اگر جسم میں پہلے سے زہر ہے تو اور زہر دے دو یہ اندر کے زہر کو جا کر کاٹے گا، ہومیوپیتھک طریق علاج یہی ہے علاج بالمثل۔ ایلوپیتھی کے طریقے کو کہتے ہیں علاج بالضد، بیماری کے خلاف جو دواء کام کرنے والی ہے اس کے ذریعے علاج کرتے ہیں۔ دراصل کہنے میں یہ دو نظریات الگ الگ ہیں حقیقت دونوں کی ایک ہی ہے کچھ فرق نہیں اس لئے کہ ہر دواء میں اللہ نے دونوں خاصیتیں رکھی ہیں، اگر کسی دواء سے نقصان ہو گیا تو ایلوپیتھی والے کہتے ہیں کہ ری ایکشن ہو گیا اللہ کی قدرت کے قائل ہو جاؤ اللہ کی نافرمانیاں چھوڑ دو، وہ جب چاہیں دواء کو ادھر چلائیں جب چاہیں ادھر چلا دیں، دواؤں میں اللہ تعالیٰ نے دو گیئر لگائے ہوئے ہیں آگے کا بھی پیچھے کا بھی وہ جب چاہیں آگے کا گیئر لگا دیں انسان تندرست ہو جائے اور جب چاہیں اسی دواء میں پیچھے کا گیئر لگا دیں تو اور زیادہ مرض بڑھتا چلا جائے۔ کوئی دواء ایسی نہیں جو صرف نفع ہی کرے اس میں نقصان کا پہلو بھی ہوتا ہے۔ جو لوگ دوائیں کھاتے رہتے ہیں وہ دو دھاری تلوار استعمال کرتے رہتے ہیں، وہ کبھی ادھر کو کاٹے گی کبھی ادھر کو کاٹے گی، کبھی سیدھا کاٹے گی کبھی الٹا کاٹے گی۔

جب ہم بنوٹ میں دودھاری تلوار چلاتے تھے تو اس کے مزے کچھ نہ پوچھئے، دل چاہ رہا ہے کہ ابھی مل جائے تو یہیں شروع ہو جاؤں آپ لوگوں کو بھی کچھ جوہر دکھادوں دودھاری تلوار کے، دودھاری تلوار اور وہ دونوں ہاتھوں میں سبحان اللہ! پھر اللہ کے دشمنوں کی گردنیں اڑاتا چلا جاؤں اور جہنّم رسید کرتا چلا جاؤں، اپنے عزائم کا ثواب لے رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ان عزائم کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں فرمائیں گے، چھل میلہ ایک مل جائے اور دودھاری تلوار مل جائے پھر دیکھئے ان کا کیا بناتا ہوں۔

③ تیسرا نقصان یہ کہ بلاضرورت دوائیں کھائیں گے تو طبیعت ان کی عادی ہو جائے گی پھر کبھی ضرورت کے موقع پر طبیب نے وہ دواء تجویز کی تو وہ اثر ہی نہیں کرے گی کیونکہ وہ تو آپ کی طبیعت میں شامل ہو چکی ہوگی اس لئے اس کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یوں ضائع کر رہے ہیں علاج کے لئے جو اللہ کی نعمت تھی اپنی حماقت سے اس کے فائدے کو ختم کر دیا۔

یہ تین نقصان ہیں کثرت سے دوائیں استعمال کرنے کے اس لئے دوائیں زیادہ نہ کھایا کریں، غذائیں اللہ کی دی ہوئی نعمتیں ہیں مناسب غذائیں کھایا کریں، خوراک میں اعتدال رکھیں، دو خوراکوں کے درمیان مناسب فاصلہ رکھیں، ہر وقت چرتے نہ رہیں، ورزش کیا کریں، سب سے بہتر ورزش جہاد ہے۔ اگر کسی کو بیماری کی تکلیف ہو رہی ہے تو وہ یہ سمجھ لے کہ جو لوگ دوائیں کھاتے ہیں انہیں تو آپ سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے ذرا ہسپتال میں جا کر دیکھ لیا کریں۔ آپ کو دواء نہ کھانے سے اگر تکلیف ہو رہی ہے تو جو ڈاکٹروں کے سپرد ہیں رات دن دوائیں کھاتے ہیں انہیں تو آپ سے زیادہ تکلیف ہے، منجانب اللہ جو تکلیف مقدر ہے ہی اس کے لئے اعتدال میں رہ کر آرام آرام سے تدارک کر لیں اور مریں تو گھر میں مریں ہسپتال میں جا کر نہ مرا کریں، آج کل کے انسان کو شوق ہے کہ کسی ہسپتال میں جا کر مرے اولاً تو یہ کہ امریکا جا کر مرے ورنہ اپنے ہی شہر یا ملک کے کسی بڑے ہسپتال میں مرے۔

⑧⑤ نافرمان کی الٹی سوچ :

اللہ سے غافل دل کے سوچنے کا ڈھنگ ہمیشہ الٹا ہوتا ہے، سیدھے طریقے سے نہیں سوچتا، میں اپنی آواز بیٹھنے کے عارضے کے بارے میں سوچتا ہوں کہ میں تقریباً ایک صدی سے اس مسافر خانے میں ہوں میرے اللہ نے اتنے طویل زمانے تک مجھے صحت وعافیت سے رکھا ہے اب اگر آواز بیٹھنے کا معمولی سا عارضہ ہو گیا تو کیا ہوا، اللہ کی نعمتیں اور رحمتیں بے شمار ہیں اللہ تعالیٰ قلباً، قولاً، عملاً شکر گزار بندوں کی فہرست میں داخل فرمالیں۔ سوچنے کا صحیح ڈھنگ بتانا اور تعلیم شکر مقصود ہے، معاذ اللہ! اس کی رحمت سے استغناء نہیں، بندہ تو بندہ ہی ہے سراپا احتیاج ہی احتیاج۔

حضرت لقمان علیہ السلام پہلے غلام تھے، ان کے آقا نے ایک بار کہا کہ باغ سے ایک ککڑی لا کر کھلاؤ، وہ ککڑی لے گئے تو مالک نے کہا کہ پہلے اسے تم خود چکھ کر دیکھو کہیں کڑوی تو نہیں، وہ ایسے کھانے لگے جیسے بڑی مزے دار ہو، جب مالک نے کھائی تو وہ بہت کڑوی، پوچھا کہ تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں یہ تو بہت کڑوی ہے، فرمایا کہ جس آقا کے ہاتھ سے ہزاروں میٹھی چیزیں کھائیں اس آقا کے ہاتھ سے اگر ایک کڑوی چیز مل گئی تو کیا منہ بناؤں؟

⑧⑥ اللہ کے نافرمانوں پر عبرتناک عذاب :

اللہ تعالیٰ کا مجھ پر ایک بہت بڑا کرم یہ ہے کہ لوگ جو مجھ سے ٹیلیفون پر اپنے مسائل اور پریشانیوں کے بارے میں بات کرتے ہیں تو ان میں بعض ایسی خبریں بھی ہوتی ہیں کہ جن سے مجھے بہت عبرت حاصل ہوتی ہے اور ان کے ذریعے معرفت الٰہیہ میں ترقی ہوتی ہے۔ کسی نے فون پر بتایا کہ ان کے مکان کے سامنے باہر گلی میں رات کے دو بجے کسی عورت کے زور زور سے رونے کی چیخنے چلانے کی خطرناک قسم کی

آوازیں سنائی دے رہی تھیں، ہم نے سمجھا کہ کہیں محلے میں کوئی بات ہوگئی ہوگی، سردی زیادہ تھی اس لئے باہر نکل کر نہیں دیکھا صبح کو محلے والوں نے بتایا کہ آپ کے گھر کی طرف سے جب رونے کی آواز آئی تو ہم نے سمجھا کہ آپ کے ہاں کوئی حادثہ کوئی موت وغیرہ ہوگئی ہے پھر جب ہم نے باہر دیکھا تو آپ کے گھر کے باہر دروازے کے قریب ایک عورت کھڑی ہوئی تھی جو عجیب عجیب حرکتیں کر رہی تھی اور بہت چیخ چیخ کر بہت ڈراؤنی آوازوں سے رو رہی تھی۔ ہم سب لوگ ڈر کی وجہ سے گھروں سے باہر نہیں نکلے، سب اپنے اپنے گھروں سے جھانک جھانک کر دیکھ رہے تھے اور خوف کی وجہ سے سہم رہے تھے، لرز رہے تھے، کہہ رہے تھے کہ یہ بلا ہے کھا جائے گی۔ میں نے کہا کہ اسے پکڑ کر میرے پاس کیوں نہیں لائے؟ تو جواب ملا کہ وہ سارے لوگ تو بہت ڈر رہے تھے کانپ رہے تھے کہ یہ بلا ہے کھا جائے گی۔ میں نے کہا واہ سبحان اللہ! پورے محلے کے مرد ایک عورت سے ڈر گئے۔ میں اسے بار بار یہی کہتا رہا کہ اسے پکڑ کر یہاں کیوں نہیں لائے؟ میں بھی دیکھ لیتا بلا کیسی ہوتی ہے لیکن اسے پکڑتا کون وہ تو سب ڈر رہے تھے۔ دراصل اللہ کے نافرمان کو ہر چیز ڈراتی ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے۔

⑧⑦ سلام کا مشرکانہ طریقہ:

عام طور پر مسلمانوں میں یہ ہندوانہ رسم چل گئی ہے کہ سلام کہنے کو سلام کرنا کہتے ہیں یہ ہندوؤں سے لیا گیا ہے، ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق بڑوں کو سجدہ کیا جاتا ہے مگر ہر وقت اور ہر جگہ سجدہ کرنا ممکن نہیں اس لئے زمین کی بجائے ہاتھ پر سجدہ کرتے ہیں پھر اس میں بھی تخفیف کر کے سر جھکا کر سامنے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہیں، ان کے زعم میں یہ سجدے کے قائم مقام ہے۔ زمین کی بجائے ہاتھ اور سر رکھنے کی بجائے ہاتھ کی طرف سر جھکا دیتے ہیں گویا زمین پر سجدہ ہوگیا، مسلمانوں میں یہ رسم چل پڑی کہ وہ بھی

سلام کے الفاظ کہنے کے ساتھ ہاتھ کا اشارہ بھی کرتے ہیں حتی کہ بچوں کو سکھاتے ہیں کہ "سلام کرو" پھر وہ ہاتھ سے پیشانی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اسلام میں ایسے سلام کرنے کا شرک نہیں بلکہ زبان سے السلام علیکم کہنے کا حکم ہے البتہ اگر کبھی کسی عذر سے سلام یا اس کے جواب کا سنانا ممکن نہ ہو جیسے گاڑی کی کھڑکی وغیرہ بند ہو یا فاصلہ زیادہ ہو تو ایسی حالت میں ہاتھ کا اشارہ کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اشارہ ہندوؤں کی طرح پیشانی کی طرف نہ ہو اور نہ سر جھکایا جائے۔

۸۸ وطن کی محبت:

دنیا میں جب دو شخص ملتے ہیں اور ایک کہتا ہے کہ میں فلاں شہر کا رہنے والا ہوں دوسرا کہتا ہے کہ میں بھی اسی شہر کا رہنے والا ہوں تو دونوں میں اجنبیت کے باوجود انس ہو جاتا ہے یہ وطن کا اثر ہے، وطن سے محبت کی وجہ سے ہم وطنوں سے بھی محبت اور انس ہو جاتا ہے تو یہ سوچیں کہ یہاں کا وطن تو عارضی ہے جب اس سے ایسی محبت ہے تو آخرت جو کہ وطن اصلی ہے اس سے کتنی محبت ہونی چاہئے۔

۸۹ استقامت کا سبق آموز قصہ:

حضرت جنید بغدادی رحمہ تعالیٰ نے ایک چور کو دیکھا کہ سولی پر چڑھا ہوا ہے اور اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہیں، لوگوں سے پوچھا کہ کیا قصہ ہے؟ انہوں نے بتایا کہ اس نے چوری کی تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا مگر یہ پھر بھی باز نہ آیا تو دوسری تیسری چوتھی بار چوری کرنے سے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے پھر بھی چوری کی تو بادشاہ نے تنگ آکر سولی پر چڑھا دیا۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس چور کے پاؤں چومے، لوگوں نے کہا کہ آپ ایسے فاسق کے پاؤں کیوں چوم رہے ہیں؟ فرمایا کہ میں اس کے پیر نہیں چومتا بلکہ اس کی استقامت کے پیر چومتا ہوں کیونکہ اس نے وہ

عمل کیا ؎

دست از طلب ندارم تا کام من برآید

اس نے جان دی مگر آن نہ دی۔ اس چور سے استقامت کا سبق ملتا ہے وہ برائی کے راستے پر کس طرح ڈٹا رہا ہاتھ پاؤں کٹتے رہے مگر اس کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی حتیٰ کہ جان تک چلی گئی تو کیا نیکی کی راہ اختیار کرنے والے اللہ کی رضا کی خاطر مشقتیں نہیں اٹھا سکتے۔

فقہی مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی چوری کرے تو پہلے دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا دوبارہ چوری کرے تو بایاں پاؤں کاٹا جائے اور تیسری بار چوری کرنے پر اسے ہمیشہ قید میں رکھا جائے گا قتل نہیں کیا جائے گا لیکن کئی کام ایسے ہوتے ہیں کہ فی نفسہ وہ جرم کی سزا تو نہیں ہوتے مگر حاکم سیاست اسی میں سمجھتا ہے کہ یہی اس کا علاج ہے اور اسی طرح اس فتنے کو ختم کیا جا سکتا ہے ایسی صورت میں حاکم کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔

﴿۹۰﴾ مخلوق کی دو قسمیں:

اللہ تعالیٰ نے دو قسم کی مخلوق پیدا فرمائی ہے ایک وہ جسے طہارت، نظافت، نزاکت، نفاست، لطافت سے محبت ہے دوسری وہ کہ اسے اس کے برعکس نجاست، غلاظت، کثافت، خباثت سے محبت ہے، پھر یہ دونوں قسمیں جیسے ظاہر کے لحاظ سے ہیں ایسے ہی باطن کے لحاظ سے بھی ہیں، بعض کا باطن قسم اول کا ہوتا ہے اور دوسرے بعض کا قسم ثانی کا، اس لئے قسم اول کے لوگ ہر چیز سے اللہ تعالیٰ کی معرفت میں ترقی حاصل کرتے ہیں اور دوسری قسم کے لوگ اسی چیز سے خباثت میں ترقی کرتے ہیں اپنا اپنا ظرف ہے ؎

باز شہ در دست آرد شیر نر
کرگسان بر مردگان بکشادہ پر

کسی بادشاہ نے چار بیویاں کیں، ان کی طبیعت کا امتحان لینے کے لئے انہیں رات کو الگ الگ کمروں میں بند کر دیا، صبح کو ہر ایک سے پوچھا کہ طلوع صبح کا علم کیسے ہوا؟

ایک نے کہا: طلوع صبح کے وقت پان کا ذائقہ بدل جاتا ہے۔

دوسری نے کہا: چراغ کی روشنی مدھم ہو جاتی ہے۔

تیسری نے کہا: نسیم صبح کے اثر سے نتھ کے موتی ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔

چوتھی نے کہا: مجھے گو آتا ہے۔

(۹۱) کسی کی طرف سے ایذاء پہنچنے پر:

اگر کبھی کسی کی طرف سے کسی بھی قسم کی کوئی ایذاء پہنچے تو تسکین کے لئے ان چیزوں کو سوچا کریں:

(۱) اس کے دل میں آپ کو ایذاء پہنچانے کا خیال کس نے ڈالا؟

(۲) اسے اپنے اس خیال پر عمل کرنے کی جرأت اور قدرت کس نے دی؟

(۳) اسے اس عمل میں کامیاب کس نے کیا؟

یہ تینوں چیزیں سوچ کر اس حقیقت کو ذہن نشین کریں کہ سب کچھ کرنے کروانے والا تو اللہ ہے، پوری مخلوق کے ذہنوں کے خیالات اور انہیں تکمیل تک پہنچانے کے عزائم پھر انہیں اس میں کامیاب کرنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے تکلیف پہنچانے والا تو محض ایک ذریعہ ہے، اس کی دو مثالیں:

(۱) جب کتا کسی کے پیچھے پڑ جاتا ہے تو وہ شخص اسے پتھر یا ڈنڈا مارتا ہے، کتا سمجھتا ہے کہ یہ پتھر یا ڈنڈے کا قصور ہے اس لئے وہ پتھر اور ڈنڈے کی طرف انہیں کاٹنے کے لئے بہت غصے سے جھپٹتا ہے کیونکہ اس میں اتنی عقل نہیں کہ مارنے والا تو کوئی اور ہے۔

(۲) کسی نے دور سے کسی کو تیر یا گولی ماری تو اس سے کوئی بڑے سے بڑا احمق بلکہ پاگل سے پاگل بھی یہ نہیں سمجھے گا کہ تیر یا گولی کا قصور ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جب

مجھ سے کوئی کوتاہی ہوجاتی ہے تو میری بیوی اور گدھے کا مزاج خراب ہوجاتا ہے۔

اس حقیقت کو ذہن نشین کرکے درج ذیل تریھلا استعمال کریں:

❶ اپنے مالک کی طرف توجہ بڑھائیں، نافرمانیوں سے بچیں، توبہ کرکے اپنی اصلاح کریں۔

❷ اپنے لئے عافیت کی دعاء کریں۔

❸ تکلیف پہنچانے والا اگر کوئی انسان ہے تو اس کے لئے ہدایت اور دین و دنیا میں ترقی کی دعاء کریں۔

ایک مولوی صاحب ایسے علاقے کے رہنے والے ہیں جہاں کا جادو بہت مشہور ہے، انہوں نے ایک بار مجھے پیغام بھیجا:

''میں آپ کو ہلاک کرنے کا عمل شروع کررہا ہوں۔''

یعنی بیمار کرنے کا نہیں جان ہی سے ماردینے کا عمل ہے۔ ایسا نہیں کہ انہوں نے یہ بات کہیں کہی ہو جو مجھ تک پہنچ گئی، بلکہ قصدًا ایک شخص کے ذریعے مجھے یہ پیغام پہنچایا۔ میں نے قاصد سے کہا:

> ''میرا جواب بھی لیتے جائیے، وہ یہ کہ آپ کے اس پیغام کا میرے قلب پر بال برابر بھی اثر نہیں ہوا، اس لئے کہ ہوگا وہی جو مقدر ہے، مثل مشہور ہے ''کووں کے کوسنے سے بھی کہیں ڈھور مرے'' ایسا ہونے لگے تو دنیا میں ایک بھی ڈھور بھی زندہ نہ رہے۔ پھر اگر آپ کے عمل سے میں مر بھی گیا تو میرا کیا نقصان؟ فائدہ ہی ہوگا کہ آپ نے ایک مسافر کو وطن پہنچا دیا، یہ آپ کا احسان ہوگا۔ یہ تو ہے میرا تأثر، اور میرا عمل یہ ہے کہ پہلے بھی آپ کے لئے دین و دنیا کی ترقی کی دعاء کرتا تھا آج سے انشاء اللہ زیادہ کروں گا۔''

یہ صرف زبانی جواب نہیں تھا بلکہ بحمد اللہ تعالیٰ میں نے اس پر عمل بھی کیا، ان کے جادو وغیرہ کا میں نے کوئی توڑ نہیں کیا، نہ ہی اس سے حفاظت کی کوئی تدبیر کی، صرف ان کے لئے دعاء خیر ہی کرتا رہا۔ یہ معلوم نہیں کہ میرا جواب سن کر انہوں نے مجھے ہلاک کرنے کا ارادہ بدل دیا یا انہوں نے عمل تو کیا مگر مجھ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اس قصے کو بہت مدت ہوگئی میں اب تک زندہ ہوں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس عرصے میں کبھی بیمار بھی نہیں ہوا شاید ان کے عمل کو ریورس گیئر لگ گیا، یا ری ایکشن ہوگیا۔

۴ اعتدال کے ساتھ اپنی حفاظت کی تدبیر کریں۔

۵ یہ سوچا کریں کہ اس میں میرے یہ فائدے ہیں:

۱ تکلیف کی وجہ سے توجہ الی اللہ کی توفیق ہوگئی۔

۲ منجانب اللہ جو مصائب اور تکالیف ہوتی ہیں وہ مجاہدات اضطراریہ ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے قرب میں ترقی کا ذریعہ ہیں ان سے باطنی ترقی کی منازل بہت تیزی سے طے ہوتی ہیں۔

۳ حدیث میں ہے کہ مؤمن کو اگر ایک کانٹا بھی چبھ جائے یا اس سے بھی کم کوئی تکلیف پہنچے تو اس سے اس کا ایک درجہ لکھا جاتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے (مسلم)

لوگوں کی طرف سے جو جسمانی یا ذہنی ایذائیں پہنچتی ہیں وہ تو کانٹا چبھنے کی تکلیف سے کہیں زیادہ ہوتی ہیں ان پر کتنا اجر ملے گا۔

۴ اس تکلیف کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے شکر کے تین مقام عطاء فرمائے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے:

"جب انسان پر کوئی مصیبت آئے تو اس پر تین شکر واجب ہیں:

① الحمد للہ! کہ یہ مصیبت دنیوی ہے دینی نہیں، دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

④ الحمد للہ! چھوٹی مصیبت ہے بڑی مصیبت نہیں، دنیا میں بڑی سے بڑی مصیبتیں ہیں۔

③ الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے مصیبت پر صبر کی توفیق عطاء فرمائی۔"

⑤ اگر کسی بھی قسم کی تکلیف کے حالات میں انسان اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی خاص نظر عنایت ہے۔ بندے کے لئے اس سے بڑھ کر اطمینان، سکون اور خوشی کی کیا بات ہوگی کہ وہ محبوب کی آغوش محبت میں ہے۔

اس لحاظ سے تکلیف پہنچانے والا بہت بڑا محسن ہے۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر اداء کرتے ہوئے ایک بہت بڑی نعمت یہ بھی شمار کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو میری دشمنی اور ایذارسانی کے لئے مجھ پر مسلّط فرمادیا۔

ایک بزرگ کی کوئی شخص بہت مخالفت کیا کرتا تھا تو انہوں نے اسے کچھ ہدایا وغیرہ بھیجنے شروع کر دیئے بالآخر اس شخص کو یہ خیال آیا کہ میں انہیں ہر وقت بدنام کرتا رہتا ہوں اور یہ مجھے ہدایا بھیجتے رہتے ہیں تو اسے شرم آئی اور اس نے مخالفت چھوڑ دی، انہوں نے ہدایا بھیجنے چھوڑ دیئے تو وہ شخص بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ جب میں آپ کی مخالفت کرتا تھا تو آپ ہدایا بھیجتے تھے اور جب سے میں نے آپ کی مخالفت چھوڑی ہے آپ نے ہدایا بھیجنے بند کر دیئے۔ فرمایا کہ جب تک آپ کے ہدایا آتے رہے میں بھی بھیجتا رہا آپ نے ہدایا بھیجنے چھوڑ دیئے تو میں نے بھی سلسلہ بند کر دیا، آپ پھر شروع کر دیں میں بھی شروع کر دوں گا۔

عرض جامع:

یہاں دارالافتاء کے عقب میں اوپر کی منزل والے روزانہ دارالافتاء کے اندر کوڑا

پھینک دیا کرتے تھے انہیں کئی بار کہلوایا مگر کوئی اثر نہ ہوا، کسی نے حضرت اقدس سے کہا کہ ایک ٹرک پتھروں کا منگوا لیتے ہیں اور ان پر برساتے ہیں تو ان کا دماغ درست ہو جائے گا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ نہیں یہ مناسب طریقہ نہیں، پھر حضرت اقدس نے پڑوسی کو کہلوایا کہ میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں لیکن یہ معلوم نہیں کہ آپ کس وقت گھر پر ہوتے ہیں اور فارغ اوقات کیا ہیں۔ حضرت اقدس کا یہ پیغام سن کر وہ حضرت اقدس کے پاس خود ہی آگئے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ میں آپ کو کچھ ہدایا وغیرہ دینے کا معمول بنانا چاہتا ہوں اس لئے خیال ہوا کہ پہلے کچھ جان پہچان ہو جائے تو بہتر ہے، وہ کہنے لگے کہ یہ تو ہمارا فرض ہے کہ ہم ہدایا دیا کریں، ہماری بدقسمتی ہے کہ اب تک محروم رہے۔ حضرت اقدس نے کوڑے کے ڈھیر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ نہیں آپ کے ہاں سے تو بہت وافر مقدار میں ہدایا آتے رہتے ہیں، ٹوکروں کے ٹوکرے، اسی لئے تو خیال ہوا کہ مجھے بھی احسان کا بدلہ دینا چاہئے:

﴿هل جزاء الاحسان الا الاحسان ۝﴾ (۵۵-۶۰)

جب آپ کے ہاں سے اس قدر ہدایا آتے رہتے ہیں تو مجھے بھی تو کچھ دینا چاہئے۔ وہ بہت نادم ہوئے اور اس کے بعد ان کے گھر سے کوڑا آنا بند ہو گیا۔ یہاں نمونے کے طور پر ایک قصہ بتا دیا ہے مزید قصے انوار الرشید جلد اول باب ''مکارم اخلاق'' کے تحت دیکھیں۔

(۹۲) اکابر کے اسماء پر اشکال:

فرمایا: میں نے رسالہ ''منکرات محرم'' میں ''علی'' کے لفظ کو نام کے ساتھ لگانے کو شیعیت کا زہر اور اثر قرار دیا ہے، اس پر کسی کو اشکال ہو سکتا ہے کہ بعض اکابر بزرگوں کے نام بھی ایسے تھے مثلاً اشرف علی، اعزاز علی، اکبر علی وغیرہ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے اسماء کے ساتھ علی کا لفظ برکت کے لئے نہیں بلکہ برکت کے لئے محمد کا

لفظ ہے اس لئے یہ حضرات محمد اشرف علی، محمد اعزاز علی لکھتے ہیں۔ اشرف اور علی جزء اسم ہیں نہ کہ برکت کے لئے، پھر بھی اس میں کچھ اشتباہ تو ہے، اس طرف ان حضرات کی توجہ نہ جانے کی وجہ یہ ہے کہ غیر مذاہب کی بہت سی رسمیں مسلمانوں میں اس طرح عام رائج ہو گئی ہیں اور ان کے دل و دماغ میں ایسی رچ بس گئی ہیں کہ انہیں خیال تک بھی نہیں آتا کہ ان کی بنیادیں غیر مذاہب کے عقائد باطلہ اور نظریات فاسدہ پر ہیں اس لئے ان اکابر کے ناموں میں یہ توجیہ کی جائے گی کہ ایسے ناموں کے عوام و خواص میں عام شیوع و عموم کی وجہ سے ان کی توجہ ادھر نہیں گئی مجھے یقین ہے کہ اگر ان کی ذرا سی بھی توجہ اس طرف چلی جاتی تو وہ ہرگز ایسے نام نہ رکھتے۔

﴿۹۳﴾ اشکالات حل کرنے کا طریقہ:

امریکا میں رہنے والے ایک بظاہر صالح شخص نے دارالافتاء کے انتظام سے متعلّق کچھ اشکالات لکھ کر دیئے یہ بھی لکھا کہ وہ یہاں کے مواعظ کی کتابیں پڑھتے ہیں اور اب چند روز کے لئے یہاں کراچی آئے ہوئے ہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا: آپ یہاں کے مواعظ سنتے اور پڑھتے رہے تو انشاء اللہ تعالیٰ سب اشکالات حل ہو جائیں گے۔

﴿۹۴﴾ کفار و فساق سے براءت:

فرمایا: میرا نظریہ یہ ہے:

"اللہ تعالیٰ کی حلال اور پاکیزہ نعمتیں کھا کر مر جاؤں یہ اس سے بہتر ہے کہ کوئی حرام دواء کھا کر زندہ رہوں۔"

اور میرا نظریہ یہ ہے:

"کسی نیک معالج کے علاج سے مرجاؤں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی فاسق کے علاج سے زندہ رہ جاؤں۔"

اگر فاسق کے علاج سے فائدہ ہو بھی گیا تو: تابہ کے "آخر کب تک" چند روزہ زندگی کے لئے فاسق کا احسان کیوں لوں اور اس کی شہرت، عزت و مال میں ترقی کا ذریعہ کیوں بنوں۔

یہ تو میں نے اپنا عزم اور اللہ کے باغیوں سے براءت کا اظہار کر دیا ویسے مجھے اپنے رب کریم کی رحمت سے یقین ہے کہ وہ مجھے آخر دم تک کسی فاسق فاجر کا محتاج نہیں کرے گا۔ (فاسق سے علاج کروانے کے فسادات کی تفصیل رسالہ "تنبیہات" میں دیکھئے۔ جامع)

ٹرائی زیمل:

میرا معمول ہے کہ میں علاج کے لئے کبھی بھی اونچے درجے کے ڈاکٹر کی طرف رجوع نہیں کرتا، ہمیشہ متوسط علاج پر اکتفاء کرتا ہوں، دوسروں کو بھی اسی کی ترغیب دیتا ہوں۔ ایک بار میرے اللہ نے اپنی معرفت کا ایک سبق دینے کے لئے ایسا سبب پیدا فرما دیا کہ اس کے ذریعے مجھے ایک بین الاقوامی بہت مشہور اسپیشلسٹ ڈاکٹر کے پاس پہنچا دیا اس نے خوب اچھی طرح معاینہ کرنے کے بعد نظام ہضم کی اصلاح کے لئے دواء "ٹرائی زیمل" لکھ دی، اسے کھانے سے پیٹ میں شدید درد اور متلی اور قے کا حملہ شروع ہو گیا، میں نے سوچا کہ یہ دواء اصلاح ہضم کے لئے بہت مشہور ہے، پھر ایسے اسپیشلسٹ ڈاکٹر نے خوب اچھی طرح معاینہ کے بعد تجویز کی ہے، اس کے باوجود برعکس اثر کیوں؟ اللہ تعالیٰ نے اسے جو ریورس گیئر لگا دیا ہے اس میں یقیناً کوئی حکمت ہے۔ میں نے دواء کی شیشی پر لکھا ہوا نسخہ پڑھا تو سب سے اول اور سب اجزاء سے مقدار میں زیادہ "پنکری اے ٹین" تھا، یہ خنزیر یا بیل کے لبلبے سے بنتا ہے، اگر یہ دواء

پاکستان میں بنی ہوتی تو اس احتمال کی بناء پر گنجائش تھی کہ اس مرکب کا یہ جزء بھی پاکستان ہی میں بنایا گیا ہوگا، باہر سے درآمد کرنے کا یقین نہیں اور پاکستان میں اسلامی ذبیحہ کے مطابق بیل ہی کے لبلبے سے بنایا گیا ہوگا مگر اس شیشی پر "میڈان جرمنی" لکھا ہوا تھا وہاں اگر بیل ہی سے بنایا ہو تو بھی اسلامی ذبیحہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ بھی حرام، بس میں سمجھ گیا:

﴿الخبیثت للخبیثین﴾

"خبیث چیزیں خبیث لوگوں کے لئے ہیں۔"

میرے رب کریم نے مجھے حرام سے بچانے کے لئے دواء کو ریورس گیئر لگا دیا ہے، اس پر مجھے دو مسرتیں ہوئیں:

❶ غیر شعوری طور پر حرام کا ذرہ حلق میں جانے سے بھی اللہ تعالیٰ نے بچالیا، اور یہ کرم صرف ان کے ساتھ ہوتا ہے جو حرام سے بچنے کا اہتمام کرتے ہیں، ورنہ:

"دریں جا مردمان اند کہ دریا می خورند و آروغے نمی زنند۔"

"یہاں حرام خوری میں ایسے بہادر موجود ہیں کہ دریا پی جاتے ہیں اور ایک ڈکار تک بھی نہیں لیتے۔"

❷ بحمد اللہ تعالیٰ میں الخبیثت للخبیثین کی فہرست میں نہیں بلکہ والطیبت للطیبین کی فہرست میں ہوں۔

ہندو سے دواء خریدنے سے احتراز:

ہومیو پیتھک ڈاکٹروں میں مشہور ہے کہ مسلمان ہومیو پیتھک اسٹور والوں سے دوائیں خالص نہیں ملتیں، صرف ہندو ڈاکٹر ٹی۔ڈی راجہ خالص دوائیں رکھتا ہے، اس لئے ہومیو پیتھک ڈاکٹر اسی سے دوائیں خریدتے ہیں، مگر میں کبھی بھی ہندو ڈاکٹر سے کوئی

دواء نہیں منگواتا ہمیشہ مسلمانوں ہی کے اسٹور سے منگواتا ہوں اور ان دواؤں سے خوب فائدہ ہوتا ہے بلکہ میرا خیال ہے کہ ٹی ڈی کی دواؤں کی بنسبت ان سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ میں اللہ کے دشمنوں سے کسی قسم کا کوئی نفع حاصل کرنا نہیں چاہتا اسی لئے اس دعاء کا معمول ہے:

﴿اللهم لا تجعل لفا جر عندی نعمة اكا فيه بها فی الدنيا والاخرة﴾

"یا اللہ! نہ کر کسی بدکار کا مجھ پر کوئی احسان کہ اس کی مکافات کرنی پڑے مجھے دنیا اور آخرت میں۔"

اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے اس کے گمان کے مطابق معاملہ فرماتے ہیں، حدیث قدسی ہے:

﴿انا عند ظن عبدی بی﴾ (متفق علیہ)

حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت سے قبل یہ دعاء کی:

﴿اللهم انی احمی لک الیوم دینک فاحم لی لحمی﴾

"اے اللہ! میں آج آپ کے دین کی حفاظت کر رہا ہوں آپ میرے جسم کی حفاظت فرمائیے۔"

آپ نے غزوہ احد میں ایک مشرکہ عورت سلافہ بنت سعید کے دو بیٹوں کو قتل کیا تھا، اس مشرکہ نے منت مانی تھی کہ اگر اسے عاصم کا سر ہاتھ آجائے تو وہ اس کی کھوپڑی میں شراب پئے گی، اس غرض سے اس نے اعلان کیا تھا:

"جو عاصم کا سر لائے گا اسے سو اونٹ انعام دوں گی۔"

اس لئے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعاء کی تھی، اللہ تعالیٰ نے حفاظت کے لئے بھڑوں کا غول بھیج دیا جنہوں نے ان کے جسم کو چاروں طرف سے گھیر لیا، کفار کا خیال تھا کہ رات کو یہ اڑ جائیں گے تو ہم عاصم کا سر کاٹ لیں گے، مگر رات کو بارش کی ایک تیز روان کی نعش کو بہا کر لے گئی۔

اللہ کے دشمنوں سے براءت کا ایک عجیب لطیفہ:

ایک مجاہد نے بتایا کہ ہم ایک مرتبہ میران شاہ سے بنوں جا رہے تھے راستے میں ظہر کا وقت ہو گیا، فلائنگ کوچ میں سب افغانی سوار تھے سوائے ایک پاکستانی ڈاکٹر کے جو عیسائی تھا، سب لوگ نماز کے لئے اترے وہ ڈاکٹر نہ اترا، جب سب نماز پڑھ کر واپس آگئے تو افغانیوں نے ڈاکٹر سے پوچھا کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتا؟ اس نے بتایا کہ میں کرسچن ہوں۔ افغانی سمجھے نہیں کہ کرسچن کیا بلا ہے، انہوں نے کہا کہ خو کرسچن ہو تو ٹیک ہے نماز تو پڑھو۔ ایک جاننے والے نے بتایا کہ کرسچن کا مطلب ہے عیسائی، یہ سن کر افغانیوں نے شور مچا دیا:

”خودا کا پردے دا کا پردے۔“

”اچھا یہ تو کافر ہے یہ تو کافر ہے۔“

اب جو بھی اس کے پاس سے گزرے تو کپڑوں کو سمیٹ کر یہ کہتا ہوا گزرے:

”دا کا پردے دا کا پردے“

کپڑے اس لئے سمیٹ رہے تھے کہ کہیں اس کے جسم سے چھو گئے تو ناپاک اور پلید نہ ہو جائیں یا اس لئے کہ کفر کی نحوست نہ آجائے۔

﴿۹۵﴾ عورتوں کا ناک چھدوانا:

عورتیں جو ناک چھدواتی ہیں یہ نہایت قبیح رسم ہے۔ میں اسے ناجائز تو نہیں کہتا

مگراس کی اصلاح ضروری ہے کیونکہ یہ ہندوؤں کی رسم ہے۔ ہندوستان میں اسلام آیا تو لوگوں نے موٹی موٹی باتیں تو سیکھ لیں لیکن ہندووانہ رسمیں ترک نہیں کیں۔ ہندوؤں میں یہ رسم ایک خاص نظریہ پر مبنی تھی کہ شادی کے وقت ناک میں نکیل ڈال کر اسے شوہر کے حوالے کر دیا جاتا تھا پھر شوہر چاہے اس پر کتنا ہی ظلم کرے حتی کہ ظلم سہتے سہتے مر بھی جائے مگر وہ شوہر کو چھوڑ نہیں سکتی تھی۔ حالانکہ اسلام میں ایسا جبر نہیں، اسلام میں تو یہ ہے اگر نباہ نہ ہوسکے تو طلاق دے دے، یہ تو بہت سخت گناہ ہے کہ معلق کردے نہ رکھے نہ چھوڑے۔ یہ ہندو تو نکیل ڈال کر شوہر کے حوالے کر دیتے ہیں ان کے ہاں عورتوں کی زندگی غلاموں سے بھی بدتر ہوتی ہے اور پھر جب شوہر مر جاتا ہے تو عورت دوسرا نکاح نہیں کر سکتی بلکہ پہلے تو یہ لوگ عورت کو بھی شوہر کے ساتھ ہی جلا دیا کرتے تھے اور یہاں ہندوستان کے لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ ڈولی آئی ہے کھٹولی جائے گی۔ یعنی کچھ بھی ہو جائے اب بس شوہر کے ساتھ ہی گزارہ کرنا ہے اسی لئے شادی کے وقت نکیل ڈال کر شوہر کے حوالے کیا جاتا ہے اسی لئے شوہر کے مرنے پر نکیل اتار دی جاتی ہے پھر کبھی زندگی بھر نہیں پہن سکتی۔

ایک بار مکہ مکرمہ میں ایک سعودی نے مجھ سے پوچھا کہ تم ہندوستانی لوگ عورتوں کو نکیل کیوں ڈالتے ہو یہ تو صحیح نہیں ہمارے ہاں تو نکیل اونٹوں کے ڈالی جاتی ہے اور وہ بھی ان اونٹوں کے جو بہت سرکش ہوتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ نکیل ہی کی وجہ ہے کہ ہندوستان میں طلاقیں بہت کم ہوتی ہیں اگر نکیل نہ ہوتی تو وہاں بھی تم لوگوں کی طرح روز روز طلاقیں ہو رہی ہوتیں۔ انہوں نے بات تو صحیح کہی کہ یہ غلط رسم ہے، میں نے انہیں نکیل کا فائدہ بتا دیا وہ اس کا جواب نہ دے سکے، لیکن نکیل کی جو مصلحت میں نے انہیں بتائی وہ تو اب باقی نہیں رہی آج کی عورت ناک چھیدنے کے باوجود بھی شوہر سے دب کر نہیں رہتی بلکہ یہ تو شوہر کے گلے میں خاردار لگام ڈال کر اس پر سواری کرتی ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ دعاء بھی پڑھتی ہوگی:

﴿سبحان الذی سخر لنا هذا و ما کنا له مقرنین۝ و انا الی ربنا لمنقلبون۝﴾

یہ ایک سوراخ تو کیا پوری ناک بھی کٹوالے تو بھی شوہر کی فرمانبردار اور تابع نہ ہوگی۔

جن خواتین نے ناک نہیں چھدوائی وہ یہ دو دعائیں مانگا کریں:

﴿اللهم اجرنی من عذاب النکیل﴾

”یا اللہ! میں نکیل کے عذاب سے تیری پناہ چاہتی ہوں۔“

﴿الحمد للّٰه الذی عافانی مما ابتلاکن به من عذاب النکیل والتشبه بالنوق﴾

”اللہ کی حمد ہے جس نے مجھے اس چیز سے بچایا جس میں تمہیں مبتلا کیا ہے یعنی نکیل کا عذاب اور اونٹنیوں سے مشابہت سے۔“

اور جنہوں نے ناک چھدوالی ہے وہ یوں استغفار کیا کریں:

﴿استغفر اللّٰه مما اذنبت من الرضا بعذاب النکیل﴾

”میں استغفار کرتی ہوں اس گناہ سے کہ میں نے نکیل کے عذاب پر رضا ظاہر کردی۔“

(۹۶) نعمتوں کے بارے میں اللہ کا دستور

معاشرے میں ایک پریشانی عام ہو چکی ہے کہ لڑکے لڑکیوں کی شادی صحیح وقت پر نہیں ہوتی عمر بہت بڑھ جاتی ہے۔ اس بارے میں یہ سوچیں کہ اللہ تعالیٰ کا دنیا میں دستور یہ ہے کہ جو چیز انسان کے لئے زیادہ ضروری ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اسے بہت آسان فرما دیتے ہیں جیسے ہوا ہر جگہ ملتی ہے مفت میں ملتی ہے کوئی نہ لینا چاہے تو بھی ملتی ہے،

دوسرے درجے میں پانی، تیسرے درجے میں کھانا، چوتھے درجے میں لباس، پانچویں درجے میں رہائش، سونا چاندی جواہر وغیرہ انسان کے لئے ضروری نہیں اسی لئے وہ نایاب اور قیمتی ہوتے ہیں۔ شادی تو سب سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ اگر شادی نہ ہو تو بنی نوع انسان کی بقاء کیسے ہو اس لئے اللہ تعالیٰ نے تو اسے بہت آسان کر دیا مثلاً:

❶ دنیا میں کوئی تعاقد ایسا نہیں جس میں ایجاب وقبول کرنے والے دو شخصوں کا ہونا ضروری نہ ہو لیکن نکاح اتنا آسان ہے کہ ایک ہی شخص جانبین کی طرف سے کافی ہو جاتا ہے اپنی طرف سے اصیل دوسرے کی طرف سے وکیل یا ایک ہی شخص دونوں کی طرف سے وکیل۔

❷ اتنا آسان اور سستا کہ مہر صرف ۳۵ گرام چاندی بلکہ اس سے بھی کچھ کم اور اس کے لئے بھی ضروری نہیں کہ فوراً دے یا پورا ایک ہی وقت میں دے اس کے علاوہ اگر بیوی چاہے تو وہ مہر معاف بھی کر سکتی ہے۔

❸ نفقہ بہت آسان ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ غیر شادی شدہ لوگوں اور اپنے غلاموں اور باندیوں کے نکاح کر دو اور نفقہ کی فکر نہ کرو نکاح کی برکت سے اللہ ان فقراء کو غنی کر دے گا:

﴿وانکحوا الایامی منکم والصلحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنهم اللّٰه من فضله واللّٰه واسع علیم۝﴾

(۲۴-۳۲)

کسی کو یہ خیال آسکتا ہے کہ دوسرے عقود میں تو خطبہ نہیں ہوتا اس میں خطبہ کیوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خطبہ نکاح کے لئے ضروری نہیں صرف اس طرف متوجہ کرنے کے لئے پڑھا جاتا ہے کہ نکاح بہت بڑی نعمت ہے بندے کو اس نعمت عظمیٰ کا احساس دلانے کے لئے اور اس نعمت کو صحیح نعمت بنانے کے لئے پڑھا جاتا ہے تاکہ وہ اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کرے خطبہ میں پڑھی گئی آیات و احادیث کے

مطابق اپنی زندگی بنائے تو یہ تعاقد نعمت ثابت ہوگا ورنہ نعمت کی بجائے عذاب۔ بس اسی مصلحت سے خطبہ پڑھا جاتا ہے۔

یہ حقیقت سامنے رکھ کر ہر شخص یہ سوچے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت اتنی آسان کردی تو پھر اس کی شادی کیوں نہیں ہو رہی۔

⑨⑦ اللہ کے کرم نے گستاخ بنادیا:

ایک خادم سے زیادہ رابطہ رہنے کی وجہ سے وہ کچھ بے تکلف ہوگئے ہیں، انہوں نے ایک مجلس میں بتایا: ”حضرت نے مجھے سر پر چڑھالیا ہے“ جب مجھے یہ خبر پہنچی تو فوراً اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے معاملے کی طرف توجہ گئی کہ میرے اللہ نے مجھے گستاخ بنادیا ہے ؎

کرمہائے تو مارا کرد گستاخ

”تیری نوازشوں نے ہمیں گستاخ کردیا ہے۔“

ایک قصہ منقول ہے کہ کسی نے جب یہ آیت پڑھی:

﴿یایھا الانسان ماغرک بربک الکریم۝﴾ (۸۲-۶)

”اے انسان تجھے اپنے رب کے ساتھ کس چیز نے فریب دے رکھا ہے۔“

تو کہنے لگا: کرمک یارب۔ ”اے میرے رب تیرے کرم نے“ ویسے میں بہت مدت سے جب اس آیت کی تلاوت کرتا ہوں یا نماز میں امام صاحب سے سنتا ہوں تو فوراً بے ساختہ دل میں یہ جملہ آجاتا ہے: کرمک یارب۔ ساتھ یہ دعاء بھی مانگتا ہوں:

﴿الھم انجز وعدانا عند ظن عبدی بی﴾

"یا اللہ! اپنا یہ وعدہ پورا فرما کہ میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں۔"

یا اللہ! تو جانتا ہے کہ صرف تیری شان کرم پر نظر رکھتے ہوئے مجھے تیرے بارے میں اچھا گمان ہے، تیرے ساتھ یہ میرا اچھا گمان بھی تیری ہی عطاء ہے ؎

یہ جو کچھ بھی ہے سب تری ہی عطاء ہے

اپنے وعدے کے مطابق اپنی رحمت سے میرے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرما:

﴿اللھم عاملنا بما انت اھلہ ولا تعاملنا بما نحن اھلہ﴾

"یا اللہ! ہمارے ساتھ اپنے کرم کے مطابق معاملہ فرما ہماری نالائقیوں کے مطابق معاملہ نہ فرما۔"

منگر اندر ما مکن در ما نظر
اندر اکرام و سخائے خود نگر

"ہمارے حالات کو نہ دیکھ اپنے اکرام و سخا کو دیکھ۔"

یا اللہ! تو ان نعمتوں کو اپنا عبد شکور (بہت زیادہ شکر گزار بندہ) بننے کا ذریعہ بنا، استدراج سے حفاظت فرما۔

(۹۸) امر خیر میں استشارہ و استخارہ جائز نہیں:

جس چیز کا خیر ہونا یقینی ہو اس کے بارے میں استشارہ و استخارہ جائز نہیں اس لئے کہ یہ اس کے خیر یا شر ہونے میں تردد کی دلیل ہے۔ ایسی صورت میں یہ حکم ہے کہ استشارہ و استخارہ تو نہ کرے البتہ اس کام کا تحمل اپنے اندر نہ پاتا ہو اور وہ کام اس پر فرض بھی نہ ہو تو نہ کرے اسے "حسن لغیرہ" کہتے ہیں۔ حسن اور قبیح کی دو قسمیں ہیں لعینہ و لغیرہ۔ لغیرہ کا مطلب یہی ہے جو بتایا کہ فی نفسہ خیر ہو مگر تحمل نہ پانے کی وجہ

سے اس کے چھوڑنے میں خیر ہے۔

(۹۹) میں مسائل بناتا نہیں بتاتا ہوں:

لوگ میرے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ عجیب عجیب نئے نئے مسائل نکالتا رہتا ہے جو پہلے کبھی نہیں سنے، حقیقت یہ ہے کہ میں مسائل اپنی جیب سے نہیں نکالتا، مسائل تو قرآن وحدیث کے ہیں، میں مسائل بناتا نہیں بتاتا ہوں، میرے بتائے ہوئے مسائل پر لوگوں کو تعجب اس لئے ہوتا ہے کہ عوام علماء سے تعلق نہیں رکھتے ان سے مسائل نہیں پوچھتے، علماء کا بھی یہ قصور ہے کہ وہ ضرورت کے مسائل عوام کو از خود نہیں بتاتے جب کہ میرا یہ معمول ہے کہ عوام لاعلمی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی جن بغاوتوں میں مبتلا ہیں اور امت تباہ ہو رہی ہے میں ایسے مسائل عوام تک پہنچانے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرتا ہوں۔ اللہ کی وہ بغاوتیں جو معاشرے میں عام ہو چکی ہیں یہ ہیں:

۱. ڈاڑھی منڈانا یا کٹانا۔
۲. بے پردگی۔
۳. تصویر کی لعنت۔
۴. گانا باجا۔
۵. ٹی وی (یہ تصویر اور گانا باجا دونوں لعنتوں کا مجموعہ ہے)
۶. سود کی لعنت۔
۷. مردوں کا ٹخنے ڈھانکنا۔
۸. غیبت کرنا سننا۔

(۱۰۰) توحید کی قسمیں:

توحید کی تین قسمیں ہیں:

❶ صرف زبان سے کہے اور دل میں انکار ہو، جیسے منافق لوگ کرتے ہیں اسے نفاق اعتقادی کہتے ہیں۔
❷ دل میں لا الہ الا اللہ کا اعتقاد ہو مگر عمل اس کے مطابق نہ ہو، یہ نفاق عملی ہے۔
❸ زبان سے توحید کا اقرار کرے، دل میں اعتقاد بھی ہو اور اس کے مطابق عمل بھی ہو، اللہ پر توکل ہو غیر اللہ سے نظر ہٹ جائے، صحیح توحید یہی ہے۔

جہاں تک نجات کا تعلق ہے سو پہلی قسم کو تو بالکل نجات نہیں ہوگی، دوسری قسم نفاق عملی ہے یہ اپنی بد اعمالیوں کی سزا پانے کے بعد جہنم میں غوطے کھانے کے بعد بالآخر نجات پائیں گے اور پورے کامیاب تیسری قسم کے لوگ ہیں۔ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ؎

موحد کہ درپائے ریزی زرش
چہ شمشیر ہندی نھی بر سرش
امید و ہراسش نباشد زکس
برین است بنیاد توحید و بس

توحید کی روح یہ ہے کہ دل میں اتنی قوت پیدا ہو جائے کہ نہ کسی سے خوف رہے نہ امید خواہ کوئی ہندی تلوار سر پر رکھ دے خواہ سونے کے ڈھیر قدموں میں ڈال دے پھر بھی اس کی نظر ایک اللہ پر رہے یہ ہے اصل توحید ؎

دل آرامے کہ داری دل درو بند
دگر چشم از ھمہ عالم فرو بند

”تو جو دل آرام (محبوب) رکھتا ہے اسی میں دل کو باندھ باقی ساری دنیا سے آنکھیں بند کرلے۔“

”دل آرام“ کے معنی ہیں: ”دل کو آرام پہنچانے والا“ مسلمان کے دل کو اپنے

محبوب حقیقی کے ذکر سے ہی بلکہ اس کے تصور سے بھی آرام ملتا ہے:

﴿الذین اٰمنوا وتطمئن قلوبهم بذکر اللّٰه الا بذکر اللّٰه تطمئن القلوب﴾ (۱۳-۲۸)

تیری محبت روح کی لذت تیرا تصور دل کا اجالا
نطق نے میرے چوم لئے لب نام ترا جب منہ سے نکالا

دل و جاں کی لذت دھن کی حلاوت
اسی سے گلستاں ہے دل کی کیاری
مرے دل کی فرحت مری جاں کی راحت
یہ شیر وشکر ہیں مرے تن میں ساری

دم رکا سمجھو اگر دم بھر بھی یہ ساغر رکا
میرا دور زندگی ہے یہ جو دور جام ہے

فارسی والوں نے محبوب کے عجیب نام رکھے ہیں: دل آرام "دل کو آرام پہنچانے والا۔" دلبر "دل کو لے جانے والا۔" دلربا "دل کو اچک کر لے جانے والا۔" دلدار "دل رکھنے والا۔" دلستان "دل میں بسنے والا۔" جان، جان جان، جانان، جان جانان۔"

چھٹی جلد ختم آگے ساتویں جلد

فہرست مواعظ ورسائل

فقیہ العصر مفتیٔ اعظم حضرتِ اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

ارشاد الرشید	جشن آزادی	شرعی لباس	انوار رشید (حالات وارشادات)
رسائل الرشید	ٹی وی کا زہر	پردۂ شرعی	تبلیغ کی شرعی حیثیت اور حدود
جواہر الرشید	منکرات محرم	طریقۂ مسح و تیمم	تبلیغی جماعت اور انچاس کروڑ کا ثواب
باب الصبر	جہاد	سیاسی فتنے	زحمت کو رحمت میں بدلنے کا نسخہ اکسیر
اللہ کے باغی مسلمان	سات مسائل	شادی مبارک	مسلح جہاد کے بغیر تکمیل تبلیغ ممکن نہیں
ہر پریشانی کا علاج	رمضان ماہ محبت	سیاست اسلامیہ	علم کے مطابق عمل کیوں نہیں ہوتا؟
شرعی پردہ	مسجد کی عظمت	حقوق القرآن	بدعات مروجہ اور رسوم باطلہ
ایمان کی کسوٹی	ایٹمی دھماکہ	ربیع الاول میں جوش محبت	سود خور سے اللہ اور رسول ﷺ کا اعلان جنگ
زندگی کا گوشوارہ	وصیت نامے	وقت کی قیمت	مودودی صاحب اور تخریب اسلام
صراط مستقیم	مسلم خوابیدہ	اطاعت امیر	مرض وموت، احکام شرعیہ اور رسوم باطلہ
مراقبۂ موت	ترک گناہ	مدارس کی ترقی کا راز	تعلیم و تبلیغ اور جہاد کیلئے کثرت ذکر کی ضرورت
جامعۃ الرشید	حفاظت نظر	چندہ کے مروجہ طریقے	ایمان قتال فی سبیل اللہ اور تبلیغ لازم وملزوم
قربانی کی حقیقت	استشارہ واستخارہ	گانے جانے کی حرمت	شریعت کے مطابق تقسیم وراثت کی اہمیت
گلستان دل	استقامت	آپ بیتی	قرآن کے خلاف کمپیوٹری سازش
محبت الٰہیہ	غیبت پر عذاب	ذکری فرقہ	لشکر محمدی طالبان کے لئے مبشرات
دینداری کے تقاضے	مسلح پہرہ اور توکل	عیسائیت پسند مسلمان	القول الصواب فی تحقیق مسئلۃ الحجاب
نمازوں کے بعد دعاء	مصافحہ ومعانقہ	مدنی دعوت و تبلیغ کا نقشہ	بعض ضروری مسائل حج
حقیقت شیعہ	فتنہ انکار حدیث	بھیڑ کی صورت میں بھیڑیا	فیصلہ ہفت مسئلہ کی وضاحت